107 (2)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

ترجمہ: جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو

مبادی الآثار

فی

اصول الاخبار

مرتبہ

محمد اسلم غفرلہ کورڈھی علاقہ سون سکیسر

ضلع سرگودھا

باہتمام مولوی غلام یٰسین عفی عنہ خطیب جامع مسجد نیم والی اندرون لوہاری گیٹ لاہور

ع اول

تعداد پانچ صد

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
ہندوستان میں علم حدیث کی تاریخ	۳
علم حدیث کی تعریف۔ غرض و غایت اور موضوع	۹
اصول حدیث " " "	"
حدیث کی تعریف	۱۰
خبر اور حدیث کی نسبت	۱۱
اثر کا اطلاق	"
مسند کا معنی	"
اسناد کا معنی	۱۲
محدثینؒ کے درجے	"
احادیث مرفوعہ کی تعداد	۱۳
ابن جوزیؒ کا قول	"
حاکم کا قول	"
امام احمد کی مسند	۱۴
امام صاحب کا دو دفعہ عالم اسلام کا سفر	۱۵
احادیث کے شمار میں طرق مراد ہوتے ہیں	"
ابن جوزی کا فیصلہ	۱۶
حفاظ کے حیرت انگیز حافظے	۱۷
کل تعداد مرفوع احادیث کی	"
حدیث کی حدیثی تقسیم	۱۸

مضمون	صفحہ
حسن کی تعریف میں مختلف اقوال	۱۹
صحیحین کی حدیثوں کا حکم اور اختلاف	۱۹
صحیح کے مراتب	۲۰
صحیح کی آٹھویں قسم	
حدیث معلق کی تعریف اور حکم	۲۴
صحیح اور حسن کی تقسیم	
متصل مرفوع موقوف مقطوع	۲۶
کی تعریف	"
مرسل کی تعریف اور مختلف اقوال	۲۷
منقطع اور معضل کی تعریف	۲۸
معلل، معنعن مضطرب ناسخ	۳۰
مدرج کی تعریفیں	"
مقلوب۔ مسلسل موضوع	۳۱
کی تعریف	"
مرسل کے حجت ہونے میں	۳۲
اختلاف	"
مراسیل صحابہ کا حکم	"
قول فیصل	"
حنفیہ کا مختار	"

فہرست مضامین

حسن اور مشہور میں نسبت ۳۲
امام نووی رح. ابن صلاح رح ؍؍
کا متواتر حدیث کا انکار ؍؍
حافظ ابن حجر رح حافظ سیوطی رح ؍؍
کا رد ؍؍
حدیث مشہور کی مثال ۳۴
اقسام حدیث کا بالاجمال اور
باضابطہ آسان بیان
صحت کے اصول ۳۶
طعن کے اسباب ۳۵
احکام حدیث کا حجت ہونا ۳۸
ضعیف کا حجت ہونا ۴۰
مرسل سے احتجاج ؍؍
اور اختلاف ؍؍
حنفیہ کا مذہب ؍؍
ضعیف کا حجت ہونا اور ؍؍
ان آئمہ کے اسما جن کے ؍؍
نزدیک حجت ہے ؍؍
حجت ہونے کے لئے ؍؍

تین شرطیں ؍؍
حنفیہ کے مذہب کی بنیاد ؍؍
کن حدیثوں پر ہے ؍؍
علامہ شعرانی کا فیصلہ ؍؍
صحابی کی تعریف ۴۲
صحابہ کی عدالت اور ۴۳
اس کا مطلب ؍؍
عدالت کے دلائل ۴۴
صحابہ کا آخیر زمانہ ۴۶
آخری صحابی ؍؍
تابعی کی تعریف ؍؍
مخضرمین کی تعریف ؍؍
اور تعداد ؍؍
صحابیت کے جھوٹے مدعی ۴۷
ان کا حال ؍؍
فقہائے سبعہ ۴۸
آئمہ مجتہدین اور
ان کا سن ولادت و
سن وفات

فہرست مضامین

آئمہ ستہ حدیث کا سن ولادت اور سن	۵۲
وفات	″
صحاح ستہ کا تعین	″
کتب حدیث کے طبقات	۵۳
بخاریؒ اور مسلمؒ کے رجال	″
صحاح کا نام تغلیبا ہے	″
بخاریؒ اور مسلمؒ کی احادیث کی تعداد	۵۴
مؤطا کی احادیث کی تعداد	۵۵
حدیث کی کتابوں کی قسمیں	۵۵
حدیث کا اوّلین جامع	۵۶
مسند کا اوّلین مصنف	″
صحیح کا اوّلین مصنف	۵۷
سنن کا اوّلین مصنف	″
کیا تمام صحیح حدیثیں صحاح ستہ میں منحصر ہیں	۵۷
امام بخاری کی بانزدہ رباعیات	۵۸

پاک وہند میں علم حدیث اور اُس کی اشاعت کی تاریخ

پاک وہند کی علمی، دینی اور اسلامی تاریخ ممالک اسلامیہ کی تاریخ کی طرح کچھ کم شاندار نہیں ہے۔ بلکہ تاریخ اسلام کے سلسلہ کی ایک زرین کڑی ہے۔

عموماً یہی کہا جاتا ہے کہ پاک وہند دیگر اسلامی ممالک کے مقابلہ میں نومسلم اور اُن کا اسلام عجمی ہاتھوں کا مرہونِ منت ہے۔ لیکن واقعات کی روشنی میں اس امر کو دیکھا جائے۔ تو یہ حقیقت [illegible] روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ معاملہ برعکس ہے۔

سندھ کا علاقہ لاہور تک ولید بن عبدالملک کے عہدِ خلافت میں فتح ہو چکا تھا۔ اور بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ اس علاقہ میں قیام پذیر ہو چکے تھے۔

دوسری صدی ہجری کے ابتدا میں یہ سرزمین محدثین کرام کے نقوشِ قدم سے منوّر ہوئی ہے۔ مشہور محدّث ابوحفصؒ، ربیع بن صبیح جو تبع تابعین میں محسوب ہیں۔ متحدہ ہند کے علاقہ سندھ میں جو اب پاکستان کا علاقہ ہے۔ تشریف لائے اور ۱۶۰ھ میں سندھ ہی کی سرزمین میں وفات پائی۔ یہ مشہور امام حدیث ہیں۔ اور حضرت حسن بصریؒ اور عطاؒ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ جامعین حدیث کے دوسرے طبقہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

سفیان ثوریؒ۔ وکیعؒ۔ ابن مہدیؒ جیسے ائمہ حدیث ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا مدفن علاقہ سندھ ہے۔ اور وفات صاحب مغنی کے قول کے مطابق ۱۶۰ھ میں ہوئی ہے۔ ان کے بعد سلسلہ حدیث کا شجرطوبیٰ بن کر بڑھتا ہی بڑھتا گیا اور پاک وہند بالخصوص سرزمین سندھ قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان پرور نواؤں سے معمور ہو گئی اور بڑے بڑے یگانہ روزگار محدّث پیدا ہوئے۔ مثلاً شیخ ابوعلی الکبیر السندھی متوفی ۲۶۱ھ احمد بن عبداللہ ابوالعباس الدیبلی

السندھی، ابراہیم بن محمد اردبیلی السندھی متوفی ۲۴۳ھ علی بن عمر لاہوری متوفی ۵۲۹ھ علامہ رضی الدین حسن بن محمد صغانی جو مشارق الانوار جیسی مشہور عالم کتاب کا مصنف ہے یہ کتاب برسوں تک ممالک اسلامیہ کے خلفہائے درس میں شامل رہی اور جس کو عباسی خلیفہ مستنصر باللہ نے علامہ ہندی سے سبقاً پڑھا۔ ان کی وفات لاہور میں ساتویں صدی ہجری میں ہوئی ہے۔ شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ بہاری جن کا زمانہ ناصر بن سلطان التمش کی حکومت کا زمانہ ہے۔ پیدا ہوتے ہیں اور علم حدیث میں وہ کمال پیدا کرنے میں کہ سب لوگ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ درجۂ اجتہاد کو پہنچے ہیں۔

کوئی ان محدثین کرامؒ کا کہاں تک تذکرہ کرے۔ اسی سرزمین میں شیخ علی متقی کنز العمال کے مصنف اور محمد طاہر پٹنی مجمع البحار کے مصنف پیدا ہوتے ہیں جن کی علمی جلالت اور تبحر فی الحدیث عالم اسلام میں مسلم ہے۔ مولانا عبد الملک عباسی احمد آبادی جن کو صحیح بخاری لفظاً اور معنًی یاد تھی۔ ان کی وفات احمد آباد میں ۹۸۹ھ میں ہوئی۔

مولانا داؤد کشمیری متوفی ۱۰۹۷ھ جنکو مشکوٰۃ شریف نوکِ زبان یاد تھی اور بابا مشکواتی کے نام سے مشہور تھے۔ مختصر یہ کہ یہ ملک محدثینؒ کی مبارک شخصیتوں کی فیض رسانیوں سے معمور رہا ہے۔ جب شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے حدیث کی سند لی اور متحدہ ہند میں اس کی اشاعت کے لئے کمربستہ ہوئے تو علم حدیث کی وہ گرم بازاری ہوئی کہ جنس نایاب پاک و ہند کے گوشے گوشے تک پہنچ گئی لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اور امام الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ذریعے اس شجرۂ طیبہ کی جڑیں اس طرح مضبوط ہوئیں کہ

تؤتی اکلها کل حین باذن ربها

کے مصداق ہر موسم ہر عہد میں اس شجرہ طیبہ سے خوش ثمرات ٹپکتے رہے اور اس کے خوش رنگ اور خوشبودار پھلوں اور پھولوں سے ارض پاک و ہند سدا بہار بن گئی

اس گل زار علمی میں پھر کبھی بظاہر بھی خزاں کا منظر پیدا نہو سکا بلکہ یوماً فیوماً ان بہاروں میں ترقی ہی ترقی ہوتی گئی۔

ہندوستان میں علم حدیث کی تاریخ اور اس کی اشاعت کا یہ اجمالی خاکہ ہے۔

اس گل دستہ میں ابھی بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے اور بہت سارے ایسے محدثینؒ باقی ہیں جن کے اسماءِ گرامی اور ان کی زندگی کے کارنامے علمِ حدیث کے خدماتِ جلیلہ تاریخ کے سینہ پر ثبت ہیں۔

اسماء الرجال کا وسیع ذخیرہ اور تاریخ کے دفاتر اُن سب کو محفوظ رکھتے ہیں۔

اسماء الرّجال کی کتابوں کے مطالعہ سے سرزمین پاک وہند کے بیشمار ایسے محدثینؒ کا جب تذکرہ ملتا ہے۔ کہ جن کے اصل یا معروف نام کے بعد "الہندی" یا "السندھی" کے الفاظ ہوتے ہیں۔

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلھم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ الکرام

حافظ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ علم حدیث تین ۳ علوم کے مجموعے کا نام ہے۔

۱۔ حدیث کا متن اور اُس کا تفقہ۔

۲۔ حفظِ اسانید اور انواع حدیث کی معرفت۔

۳۔ حدیث کی جمع۔ کتابت اور سماع۔

ہر ایک حصہ کے بے شمار مسائل اور ہر مسئلہ کی کثیر جزئیات ہیں۔ اسلاف نے اپنی جانکاہ محنتوں سے ان کو اتنا مکمل کر دیا ہے کہ اب کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں ہے۔ علم قرآن کے بعد علم حدیث کی اہمیت اور عظمت مسلّم ہے۔ کامیاب زندگی کا ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے۔ اور اتباع بغیر علم صحیح کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ احادیث شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا واحد ذریعہ ہیں۔ تو ایک مسلمان جس درجہ میں احادیث کا محتاج ہے اس قدر کسی اور چیز کا محتاج نہیں احادیث کے لئے ادر سقم کے اصول ہیں۔ یعنی یہ ایک با اصول علم ہے۔ حدیث کے رد اور قبول کے سلسلے میں کئی علوم معرض وجود میں آئے ہیں۔ جو اپنی جگہ ایک مستقل علم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ محدث ابن الصلاحؒ۔ امام نوویؒ اور دیگر ائمہ نے اپنی اپنی تصانیف میں ان علوم کو ذکر فرمایا ہے۔ مذکورہ بالا ائمہ نے پینسٹھ ۶۵ علوم کا تذکرہ کیا۔ حافظ سیوطیؒ نے کچھ نئے علوم کا اضافہ فرما کر تدریب میں ان کا تعارف کرایا ہے۔ جن کی مجموعی تعداد ترانوے ۹۳ ہوتی ہے۔ حدیث کے ان خدمتگار علوم کی یہ انتہا نہیں۔ اس سے زیادہ بھی ہنوز گنجائش باقی ہے۔ امام حازمیؒ نے صحیح فرمایا ہے۔ لو انفق الطالب عمرہ لما ادرک نہایتہ

اس مختصر سی پیشکش میں صرف چند مبادی اور کثیر الاستعمال اصطلاحات کا اجمالاً تعارف مقصود ہے مسائل کا احاطہ مقصود نہیں۔ یہ محنت محض طلبۂ حدیث کی سہولت کے پیش نظر کی گئی ہے۔ اس کا فیصلہ کتنی کچھ کامیاب محنت ہے۔ حدیث کے طلبہ کی رائے پر ہے۔

احسان فراموشی ہو گی۔ اس وقت اگر حضرت شیخ الحدیث علامہ مولانا السید محمد مختار اللہ المعروف بہ مولانا السید میرک شاہ صاحب اندرابی کشمیری دامت برکاتہ کا شکریہ ادا نہ کروں۔ جن کے صائب مشورے میرے لئے دلیل راہ بنے۔ حضرت علامہ موصوف نے باوجود پیرانہ سالی اور علالت طبع کے مسودہ پر دو دفعہ نظر فرمانے کی زحمت گوارا فرمائی ہے۔ یہ محض اُن کا حسنِ اخلاق اور مربیانہ شفقت ہے۔ ہزار تجسس اور جستجو کے باوجود مجھے اپنے حاشیۂ ادراک میں کوئی ایسا پیرائیہ بیان نہیں ملتا جس سے اُن کی شکر گزاری کر سکوں۔

بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ رب العزت حضرت علامہ مدظلہ کو دارین کی سعادتوں اور کامرانیوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔ یرحم اللہ عبداً قال آمینا۔

اس کے بعد اُن تمام احباب کا بھی شکر گزار ہوں۔ جن کی مساعی جمیلہ سے یہ ناچیز محنت کتابت اور طباعت کی منزلیں طے کر کے اشاعت پذیر ہوئی۔

وللہ در من قال

افادتکم النعماء منی ثلاثۃ ۔۔۔ یدی ولسانی والضمیر المحجبا

اللھم اغفرلی ولمن اعاننی فیہ ۔۔۔ خادم طلبۃ الحدیث محمد اسلم غفرلہ

پتہ

مسجد نیم والی اندرون لوہاری دروازہ کوچہ چڑیماراں

معرفت خطیب مولانا غلام یٰسین صاحب لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

کسی علم کے مباحث اور مسائل سے بحث کرنے سے پہلے اس علم کی تعریف، غرض و غایت اور موضوع کا جاننا ضروری ہے۔

سو علم حدیث کی تعریف، غرض و غایت اور موضوع کا جاننا بھی ضروری ہے۔

علم حدیث کی دو قسمیں ہیں ۱۔ علم حدیث بالروایۃ ۲۔ علم حدیث بالدرایۃ

علم حدیث بالروایۃ کی تعریف یہ ہے کہ

هو علم یشتمل علی اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وافعاله واحواله وتقریراته۔ تدریب ص۳

یہ وہ علم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور تقریرات تمام پر حاوی ہے۔

غرض و غایت یہ ہے کہ

هو الفوز بسعادۃ الدارین۔ تدریب ص۳

دارین کی سعادت مندیاں

موضوع یہ ہے کہ

ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث انه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایضاً ص۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات بحیثیت پیغمبر ہونے کے

علم حدیث بالدرایۃ کی تعریف یہ ہے کہ

هو علم بقوانین یعرف بها احوال السند والمتن۔ ایضاً ص۳

یہ ایسے چند قوانین کے علم کا نام ہے جن سے سند اور متن کی معرفت حاصل ہوتی ہے

الفیۃ السیوطی کا ایک شعر تھوڑے سے تصرف سے اس تعریف کا حامل ہے

علم الاصول ذو فنوا ئین تحل ۔ ید ری بھا احوال متن و سند ۔

اس علم کی غرض وغایت یہ ہے۔

معرفۃ انواع الحدیث واقسام — حدیث کی مختلف قسموں یعنے صحیح اور حسن

من الصحیح والحسن والضعیف ایضاً ص۳ — ضعیف کو معلوم کرنا۔

اس علم کا موضوع یہ ہے کہ

احوال السند والمتن ۔ ایضاً ص۳ — سند اور متن کے حالات (سے بحث کرنا)

اس مختصر مجالہ میں صرف علم حدیث بالدرایۃ کے مسائل کا تذکرہ مقصود ہے ۔ بطور

مبادی اور مقدمہ کے چند الفاظ کے اصطلاحی مفہوم کو ذہن نشین کرلینا ضروری ہے ۔ کیونکہ

آنے والے مسائل میں ان اصطلاحات کا کثرت سے ذکر آئے گا ۔ وہ یہ ہیں ۔ حدیث و سنت

واثر سند و اسناد اور متن ۔

محدثینؒ کی اصطلاح میں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ

قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصحابی — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین کے

والتابعی وفعلھم وتقریرھم ۔ تدریب ص۴ — اقوال و افعال و تقریرات کا نام (حدیث) ہے

بعض محدثینؒ کے نزدیک حدیث کا اطلاق صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و

افعال و تقریرات کے ساتھ خاص ہے ۔ یعنی صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال و تقریرات پر حدیث

کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا ۔

اس تعریف کے مطابق صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کے اقوال و افعال و تقریرات پر حدیث

کا اطلاق نہ ہوگا ۔

جمہور محدثینؒ اور جہابذہ فن کے نزدیک پہلی تعریف صحیح ہے ۔ کیونکہ تمام

ماہرین اصول نے موقوف و مقطوع کو حدیث کے تحت ذکر فرمایا ہے ۔

مثلاً محدث ابن الصلاحؒ ۔ الزین العراقیؒ ۔ امام نوویؒ ۔ علامہ سیوطی

حافظ ابن حجرؒ۔ علامہ سخاویؒ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

سید شریف فرماتے ہیں کہ

حدیث اعم من ان یکون قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والصحابی اوالتابعی فعلہم وتقریرہم۔ (مقدمہ جرجانیہ)

حدیث کا لفظ عام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ یا تابعین کے اقوال وافعال وتقریرات کو شامل ہے۔)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ

خبر عند علماء الفن مرادف للحدیث یطلقان علی المرفوع والموقوف المقطوع۔ تدریب

علماء فن کے نزدیک خبر مرادف حدیث کے ہے لہذا دونوں کا اطلاق مرفوع وموقوف ومقطوع پر ہوگا۔

یعنی یوں کہنا درست ہوگا کہ

ہذا حدیث مرفوع۔ ہذا حدیث موقوف۔ ہذا حدیث مقطوع

" خبر مرفوع " خبر موقوف۔ " خبر مقطوع

(اثر)

اثر کا لفظ بھی محدثینؒ بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس کے اطلاق میں اختلاف ہے۔

بعض کے نزدیک اس کا اطلاق موقوف ومقطوع کے ساتھ خاص ہے۔

خراسانی فقہا اس کو موقوف کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

ان فقہاء خراسان یسمون الموقوف الاثر۔ تدریب ص

خراسان کے فقہا موقوف کو اثر سے موسوم کرتے

محدثین کے نزدیک اثر کا اطلاق حدیث مرفوع، موقوف ... پر جائز ہے

وقد ذکر المصنف الامام النووی رح فی النوع السابع ان المحدثین رح یسمون المرفوع والموقوف بالاثر

محدثین مرفوع اور موقوف دونوں کو اثر کا نام دیتے ہیں۔

تدریب ص

(سنۃ)

سنۃ کا لغوی معنیٰ طریقہ اور سیرت کا ہے۔

السنۃ فی الاصل الطریقۃ والسیرۃ وفی الشرع الطریقۃ المحمودۃ

سنت کا لغوی معنی طریقہ وسیرت روش و چلن کا ہے شرعی معنی پسندیدہ طریقہ ہے

ظفر الامانی ص

(سند)

سند کا لغوی معنی اعتماد و بھروسہ ہے۔

محدثین رح کی اصطلاح میں روایت کرنے والے رجال کے سلسلہ کو سند کہتے ہیں۔

(اسناد)

اس سلسلہ کی حکایت اور بیان کرنے کا نام ہے۔ لیکن محدثین رح دونوں کو ایک معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ اور اس باریک فرق کو استعمالات میں نظر انداز کر دیتے ہیں۔

علم حدیث سے شغف اور سروکار رکھنے والوں کے باہمی مختلف درجے ہیں جنکے نام اور مقام میں بھی تفاوت ہے۔

۱۔ طالب۔ علم حدیث حاصل کرنے والے کو طالب کہتے ہیں۔

۲۔ محدث۔ امام۔ شیخ۔ حدیث کے استاذ یعنی حدیث پڑھانے والے کو محدث و شیخ و امام کہتے ہیں۔

۳۔ **حافظ**۔ جس کو ایک لاکھ احادیث یاد ہو۔ وہ حافظ حدیث ہے۔

۴۔ **حجت**۔ جس کو تین لاکھ احادیث یاد ہوں مع سند و متن اور راویانِ احادیث کے۔ وہ حجت فی الحدیث ہے۔

۵۔ **حاکم**۔ جس کو تمام ممکنہ احادیث مع سند و متن۔ احوال و صفات اور دیانت یاد ہوں۔ وہ حاکم ہے۔

(احادیث کی تعداد)

محدثینؒ کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق مرفوع و موقوف و مقطوع تینوں پر ہوتا ہے۔ اور تینوں میں اقوال و افعال و تقریرات ملحوظ ہیں۔ اس بناء پر تمام احادیث کا کسی خاص تعداد میں احاطہ کرنا مشکل ترین امر ہے۔ بالخصوص آج تو ناممکن ہے حدیث کا سرمایہ مختلف کتابوں میں بکھرا ہوا ہے۔ سب کو جمع کرنا پھر مکررات کو حذف کر کے کوئی حد مقرر کرنا پھر ہمارے علم اور ہمتوں کا ناقص و پست ہونا بھی مسلّم ہے۔ تو یقیناً آج کوئی شخص بھی تعداد اور احاطہ کا فیصلہ نہیں دے سکتا۔

محدث ابن جوزیؒ جو اپنے زمانہ کے بلند پایہ محدث ہیں۔ انہوں نے ایک مباحثہ کے ضمن میں مرفوع احادیث کی تعداد ان الفاظ میں تبلائی ہے۔

ومعلوم انہ لو جمع الصحیح والمحال والموضوع ما بلغ خمسین الفاً صید الخواطر فصل ۱۷۵ طبع اول مطبع ۲۰۲ یہ ایک معلوم بات ہے کہ اگر تمام مرفوع صحیح و موضوع حدیثوں کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد پچاس ہزار تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔

یہ تعداد جو حافظ ابن جوزیؒ نے بتلائی ہے یہ صرف مرفوع حدیثوں کی ہے۔ اور اس تعداد میں موضوعات کو بھی شمار فرمایا ہے۔ تو لازماً موقوف و مقطوع کی تعداد کو اس میں شامل نہیں کیا ورنہ تعداد یقیناً کئی گنا زیادہ ہے

حاکم ابو عبداللہ صاحب مستدرک صحیح احادیث کے اقسام عشرہ بیان کرتے

ہوئے اوّل قسم کی شرائط کو بیان کرنے کے بعد ذکر کرتے ہیں کہ

والاحادیث المروية بهذه الشريطة ایسی اعلیٰ درجہ کی صحیح احادیث مرویہ کی تعداد شمار

لا يبلغ عددها عشرة آلاف میں دس ہزار تک بھی نہیں پہنچتی۔

مدخل للحاکم صک۔ تدریب صن۳ مقدمہ نووی صک

امام احمدؒ کی مسند اور حافظ علی متقی الہندیؒ کی کنز العمال جو دونوں درحقیقت

احادیث کی دائرۃ المعارف ہیں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ

قد جمعت فی المسند احادیث انتخبتها من میں نے مسند میں سات لاکھ پچاس ہزار سے

اکثر سبع مائة الف وخمسين الفا فما اختلفتم زیادہ احادیث سے انتخاب کر کے اس میں

فيه فارجعوا اليه وما لم تجدوا فيه جمع کی ہیں۔ بصورت اختلاف اس کی طرف مراجعت

فليس بحجة کرو جو اس میں حدیث مل جائے وہ حجت ہے

صید الخواطر فصل صن۲ جو نہ ملے حجت نہیں ہے۔

مسند احمدؒ کی احادیث کی مجموعی تعداد باعتبارِ مکررات چالیس ہزار ہے۔ اور

بحذف مکررات مجموعی تعداد تیس ہزار ہے۔

صید الخواطر صن۲۰۱۔ تدوین بحوالہ الکتانی

کنز العمال کی مجموعی تعداد چالیس ہزار نو سو انسٹھ ہے لیکن بحذف مکررات تیس ہزار

تیس ہیں۔

ان دو کتابوں میں تمام احادیث کو یکجا فرمایا گیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں

کہ دونوں کتابیں جتنی احادیث پر حاوی ہیں وہ تمام حدیثیں ایک دوسری کی احادیث

سے بھی کلیتہً جدا جدا ہیں۔ بلکہ بہت ساری اور خاصی تعداد ایسی احادیث کی ہے۔

جو دونوں کتابوں میں بالاشتراک درج ہیں۔

پھر اگر اسی کے ساتھ حافظ ابن جوزیؒ کے اس بحث و مباحثہ کے اس خاص حصہ کو ملحوظ رکھا جائے جس میں انہوں نے امام احمدؒ کے قول کا کہ میں نے اس کو سات لاکھ پچاس ہزار سے زائد احادیث سے انتخاب کر کے درج کیا ہے۔ تو صورتِ حال اور زیادہ صاف ہو جاتی ہے۔ سائل کو جواب دیتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ احادیث کی یہ عددی کثرت متون کی کثرت مراد نہیں بلکہ طرق اور اسانید کی کثرت مراد ہے ورنہ سوال ہوگا کہ صحابہؓ نے تو اس قدر روایت فرمائی تھیں۔ مگر محدثینؒ نے ان کو روایت نہیں کیا اور بالخصوص امام احمدؒ صاحب بھی بری الذمہ نہیں قرار پا سکتے کیونکہ جب عددی کثرت حقیقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تھی۔ اور آپ نے اس تمام ذخیرہ کو محفوظ بھی کر لیا تھا۔ تو مسند میں صرف چالیس ہزار با تکرار اور تیس ہزار بغیر تکرار مرفوع احادیث کے جمع کرنے پر کیوں کفایت فرمائی۔ اور باقی احادیث کو کیوں نظر انداز فرما دیا۔ بصورت معلوم نہ ہونے کے چھوڑا تو یہ بات غلط ہے جیسا کہ اُن کا قول ہے۔ کہ میں نے سات لاکھ پچاس ہزار احادیث کو یاد کیا ہے۔ تو سوال ہے کہ معاذ اللہ تابعین نے اس میں کیا حکمت تصور فرمائی۔ کہ چالیسؔ ہزار کے علاوہ جو مرفوع احادیث کی تعداد ہے اس کو مخفی رکھا جائے اور اگر اخفا ضروری تھا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اُن کو کیوں مخفی نہ رکھا۔ حافظ ابن جوزیؒ کے قول کے مطابق امام احمدؒ نے جمع احادیث کے سلسلہ میں ممالک اسلامیہ کا دو دفعہ دورہ فرمایا۔

وقد طاف الدنیا مرتین حتی جمع مسنده	عالم اسلام کا دو دفعہ دورہ فرمایا اور
وهو یحوی اربعین الف حدیث منها	احادیث کو حاصل کیا۔ اور یاد رہے چالیس
عشرة آلاف مکررة صید الخواطر ص۲۰۱	ہزار ہیں مکرر دس ہزار

حافظ ابن جوزیؒ اس محدث کو جو سات لاکھ پچاس ہزار کی تعداد کو

حقیقی کثرت پر محمول کر رہا تھا۔ اس کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انما یعنی به الطرق۔ ایضاً — (امام احمدؒ نے اس کثرت سے عددی کثرت اسانید اور طرق کی مراد لی ہے۔

آخر میں فیصلہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فقد فهم کل ذی لب ان الاشارة الی الطرق — (ہر عقلمند سمجھ گیا ہوگا کہ (اس عددی کثرت سے) اشارہ طرق اور اسانید کی جانب ہے۔

تلقیح ص۱۸ اجید الخواطر ص۳۰۱

مولانا عبدالحیؒ امام احمدؒ کے اس قول کو حافظ ابن جوزیؒ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں۔

ان المراد بهذا العدد الطرق لا المتون۔ ظفر الامانی ص۳۱ — (اس عددی کثرت سے) طرق مراد ہیں نہ متون۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ احادیث کی عددی کثرت سے طرق اور اسانید کی کثرت کا اعتبار ہے نہ متون کا۔

حافظ عراقیؒ فرماتے ہیں۔

فربما عد الحدیث الواحد المروی باسنادین حدیثین۔ تدریب ص۲۹ — اکثر جو ایک حدیث دو اسناد سے مروی ہو اس کو دو شمار کرتے ہیں۔

علامہ طاہر بن صالح الدمشقی ثم المصری فرماتے ہیں کہ۔

یعدون الحدیث الواحد المروی باسنادین حدیثین۔ توجیہ النظر ص۹۳ — ایک حدیث کو جو دو اسناد سے مروی ہو۔ محدثین دو شمار کرتے ہیں۔

بعض اہل الاثر کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وکم من حدیث وله مائة طریق فاکثر۔ ایضاً۔ — بکثرت ایسی حدیثیں ہیں۔ جن کے

Marfat.com

طرق سو اور سو سے زائد ہیں۔

حافظ ؟ کا قول نقل کرتے ہیں۔

انہ استخرج علی احادیث الصحیحین	صحیحین کی احادیث پر استخراج کیا۔ تو
وکانت عدۃ الطرق خمسۃ وعشرین	مجموعہ طرق پچیس ہزار چار سو اسی ۲۵۴۸۰
الف طریق واربعمائۃ وثمانین طریقا۔ ایضاً	طرق ہوئے۔

ابو اسماعیل انصاری ہروی فرماتے ہیں کہ

انہ کتب حدیث انما الاعمال بالنیات	حدیث انما الاعمال کو ایک جہت سے
من جھۃ سبعمائۃ من اصحاب ثم رایتہ	سات سو اسناد سے لکھا۔

یحیی بن سعید الانصاری۔ ایضاً

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ محدثین کے حالات میں حفظ احادیث کے حیرت انگیز واقعات جو منقول ہیں۔ ان سے مراد کثرت طرق ہے نہ کثرت متون۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ

احفظ مائۃ الف حدیث صحیح	ایک لاکھ صحیح حدیث اور دو لاکھ غیر صحیح
ومائتی الف حدیث غیر صحیح۔ تدریب ۵	مجھے یاد ہے۔

امام ابو داؤد کا قول ہے

کتبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	میں نے پانچ لاکھ مرفوع حدیثیں لکھی
خمسمائۃ الف حدیث۔ ایضاً۔ تدریب	ہیں۔

محدث ابو زرعہؒ کے متعلق امام احمدؒ سے منقول ہے۔ فرماتے تھے۔

ھذا الفتی یعنی ابا زرعۃ قد حفظ	اس جوان نے سات لاکھ حدیثیں حفظ
سبعمائۃ الف حدیث ایضاً تدریب ۵	کیں۔

رئیس المحدثین یحیی ابن معینؒ کے متعلق یہ روایت ہے۔ کہ کتبت بیدای الف

الف حدیث۔ ایضاً ص

امام بیہقیؒ اس حیرت انگیز اور بے پناہ حافظ کی داد دیتے ہوئے اس کثرت احادیث مرفوعہ اور اقوالِ صحابہؓ تابعینؒ پر محمول کرتے ہیں۔

انما اراد ما صح من الاحادیث واقاویل الصحابۃ والتابعین ۔ ایضاً

اس عددی کثرت سے صحیح حدیثیں اور صحابہ اور تابعین کے اقوال کا مجموعہ مراد

کیونکہ مرفوع احادیث کی حقیقی کثرت اس حد تک نہیں پہنچ سکتی ۔ خلاصہ اس یہ ہے کہ مرفوع احادیث کی مجموعی تعداد جن میں صحیح اور موضوع سب شامل ہیں پچاس ہزار تک بھی نہیں پہنچ سکتیں اور اگر موضوعات کو جدا کر دیا جائے تو باقی صحیح اور ضعیف احادیث کی مجموعی تعداد اندازہ کے مطابق بحذف مکررات تئیس تینتیس ۳۳ ہزار بنتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حدیث کی قسمیں

حدیث کی محدثانہ تقسیم فقیہانہ تقسیم سے جدا ہے۔ محدثین کی اصطلاح کے مطابق حدیث کی ابتدائی تقسیم یہ ہے۔

جمہور محدثین کے نزدیک حدیث کی تین ۳ قسمیں ہیں۔

حدیث صحیح ۔ حدیث حسن ۔ حدیث ضعیف

حدیث صحیح کی تعریف یہ ہے۔

هو الحدیث المسند الذی یتصل اسنادہ بنقل العدل الضابط الی منتهاه ولا یکون شاذا ولا معللا ۔ ایضاً

تدریب ۔ مقدمہ ابن صلاح

صحیح وہ مسند حدیث ہے جو ابتدا سے تا انتہا عدل وضابط راویوں سے مروی ہو اس میں شذوذ ہو اور نہ کوئی علت ہو۔

ان شرطوں میں سے اگر کوئی شرط مفقود ہوگی ۔ تو وہ حدیث صحیح شمار نہ ہوگی

حسن کی تعریف۔

حسن کی تعریف اور مستقل جداگانہ ایک تیسری قسم ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔

ابو عبداللہ الحاکم شیخ ابن دقیق العید اور حافظ ابن تیمیہؒ کے نزدیک حسن کوئی مستقل ...ث کی قسم نہیں بلکہ صحیح کے درجات میں سے ایک درجہ کم صحیح کا ایسا ہے۔ جس کا نام ...ن ہے۔ لیکن امام ترمذی حافظ ابو سلیمان خطابی۔ حافظ ابن الصلاح۔ امام نووی۔ ...ظ ابن حجر۔ علامہ سیوطی اور جمہور محدثین کے نزدیک "حسن" حدیث کی ایک مستقل اور ...گانہ قسم ہے یعنی صحیح کی قسیم (مقابل) ہے۔

جن محدثین کے نزدیک حسن حدیث کی تیسری مستقل قسم ہے۔ ان کا اس کی تعریف ...ں اختلاف ہے۔

امام ترمذی کے نزدیک حسن حدیث کی تعریف یہ ہے۔

...یث الحسن ھو الذی فی اسنادہ لا یتهم بالکذب ولا یکون شاذا ویروی ...ن غیر وجہ۔ تدریب ص۱۵

حسن وہ حدیث ہے کہ جس کے اسناد میں کوئی راوی متہم بالکذب بھی نہ ہو اور نہ شاذ اور کئی سندوں سے مروی ہو۔

حافظ ابو سلیمان خطابیؒ اس کی یوں تعریف کرتے ہیں۔

...عرف مخرجہ واشتھر رجالہ وعلیہ ...مدار اکثر الحدیث۔ مقدمہ ابن الصلاح ...ص۳۰ تدریب ص۴۹

حسن وہ حدیث ہے جس کا مخرج معروف ہو اور راوی صداقت میں مشہور ہوں۔

حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک حدیث حسن کی یہ تعریف ہے۔

...ن ھو ما خف الضبط من ضبط رجال الصحیح ...لبقیۃ الشروط المتقدمۃ فی الصحیح۔ نخبہ

حسن وہ حدیث ہے کہ جس میں سوائے ضبط کے قصور کے باقی صحیح کی تمام شرطیں موجود ہوں۔

(حدیث ضعیف)

کل حدیث لم یجتمع فیہ صفات الصحیح ولا صفات الحسن۔ مقدمہ ص۴

ہر وہ حدیث جس میں صحیح اور حسن کے صفات مجموعہ نہوں۔

صحیح حدیث کے اقسام اور درجات

صحیح حدیث کے مختلف انواع ہیں۔ اور ان کے درجے بھی مختلف ہیں۔

ع۱۔ امام بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث۔ محدثین کی اصطلاح جس حدیث پر امام بخاری اور مسلم کا اتفاق ہو۔ یعنی دونوں اپنی اپنی صحیح میں اس کو درج کریں وہ حدیث متفق علیہ کہلاتی ہے۔

یہ حدیث صحت کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کی صحیح شمار ہوتی ہے۔

ع۲ جس کو صرف امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کریں۔

ع۳ جس کو صرف امام مسلم اپنی صحیح میں روایت کریں۔

ع۴ جس کو کوئی اور محدث امامین کی مقرر کردہ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے اپنی کتاب میں روایت کرے۔

ع۵ جس کو کوئی اور محدث صرف امام بخاری کی مقرر کردہ شرائط کی پابندی ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی کتاب میں روایت کرے

ع۶ جس کو کوئی محدث صرف امام مسلم کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی کتاب میں روایت کرے۔

ع۷ جس کو ایسے باقی آئمہ حدیث روایت کریں۔ جنہوں نے صحت کا التزام فرمایا

ع۸ صحیح کی ایک آٹھویں قسم بھی ہے وہ یہ کہ ایسی حدیث صحیح الاسناد میں کے متعلق کسی متقدم معتمد علیہ حافظ نے صحت کا حکم تو نہیں دیا۔ لیکن متاخرین میں سے کوئی نقا

ماہر فن حافظ صحت کا حکم لگا دے۔

اس آخری قسم میں محدثین کا اختلاف ہے محدث ابن الصلاح کا فیصلہ یہ ہے کہ

لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی ہذہ الاعصار الاستقلال بادراک الصحیح بمجرد الاسناد۔ مقدمہ شرح ص۲ ۱۲	ہم یہ جسارت نہیں کر سکتے کہ کسی صحیح الاسناد حدیث کو محض اسناد کی صحت کی بنا پر صحت کا یقینی فیصلہ کر دیں۔ آج یہ بہت مشکل ہے

لیکن محدثینؒ اور فقہا کی ایک جماعت نے بعض احادیث پر حکم بالصحۃ کر دیا ہے۔ شیخ محی الدین نووی حافظ زین الدینؒ عراقیؒ حافظ ابنؒ ہمام کا یہی مسلک ہے۔ نوویؒ کے الفاظ یہ ہیں۔

والاظہر عندی جوازہ لمن تمکن و قویت معرفتہ۔ تقریب مع التدریب ص۴۲	میرے نزدیک جس کی معرفت تامہ ہے۔ اس کے لئے جائز ہے۔

حافظ الزین العراقی اس جملہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

ھو الذی علیہ عمل اہل الحدیث شرح مقدمہ ص۱۲	یہی محدثین کا معمول ہے۔

بعد ازیں حافظ العراقی محدث ابن الصلاح کے معاصرین کے عمل سے اس مسلک کو مضبوط شواہد سے ترجیح دیتے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

فقد صحح جماعۃ من المتاخرین احادیث لم نجد لمن تقدمھم فیہا تصحیحا۔ شرح الزین ص۱۲	متاخرین کی ایک جماعت نے ایسی چند احادیث کو صحیح قرار دیا ہے جن کی صحت پر متقدمین میں سے کسی نے صحت کا حکم نہیں لگایا

پھر ان معاصرین کے اسما اور احادیث کا ذکر کیا ہے۔ اس جماعت میں ابوالحسن علی بن محمد متوفی ۶۲۶ھ حافظ ضیاء الدین بن محمد المقدس متوفی ۶۴۳ھ حافظ زکی الدین المنذری متوفی ۶۵۶ھ ہیں۔ یہ حضرات محدث ابن الصلاح

کے معاصر ہیں۔ ان کے بعد شرف الدین الدمیاطی پھر حافظ عراقی کے شیوخ میں سے تقی الدین السبکی ان تمام محدثین نے چند ایسی احادیث کو اسناد کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔ جن پر متقدمین نے صحت کا حکم نہیں لگایا۔

باوجود اِس امکان کے یہ بھی درست نہیں کہ ہر ایک اس امر پر جسارت اور جرأت کرے کیونکہ اسناد کے صحیح ہونے کے باوجود کبھی حدیث میں ایسا کوئی سبب صحت کے منافی بھی ہوتا ہے جو بغیر ایک نقاد اور درّاک محدّث کے معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے ولنعم ما قیل

خلق اللّٰہ للحروب رجالا

ورجالا لقصعۃ وثرید

امام ترمذیؒ کا قول

ھذا حدیث حسن صحیح غریب ، حسن غریب ، صحیح غریب

امام ترمذیؒ کا یہ اپنا مخصوص طریقہ ہے اور علل صغیر میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

جمہور محدثین کی تعریف کے مطابق صحیح اور حسن ، حسن اور غریب ایک دوسرے کی قسیم (جُدا جُدا قسمیں) ہیں تو ایک حدیث صحیح اور حسن ، غریب اور حسن کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ ایک شبہ ہے۔ علماء نے اِس کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد پندرہ[15] ہے۔ لیکن تین جواب اُن میں سے زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ حسن اور صحیح دونوں یا ایک لغوی معنے کے اعتبار سے مراد ہے۔

۲۔ کلمہ "و" کا درمیان میں محذوف ہے۔ حسن وغریب یعنی اس حدیث کے اسناد مختلف ہیں۔ ایک اسناد سے حسن ہے اور دوسرے اسناد سے صحیح

۱۱۸۰۰

یا غریب ہے۔

۳- "و" محذوفہ بمعنی "او" ہے۔ یعنی اس حدیث کا ایک خاص نوع میں شمار کرنا اور اس پر حکم لگانا مشکل ہے۔ لیکن یہ جوابات درست نہیں۔ کیونکہ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ انواع حدیث کے بیان کا التزام فرمایا ہے۔ تو حسن صحیح اور غریب کا اصطلاحی معنی جو محدثین کرام میں عام متعارف ہے وہی مراد لیا ہے۔ لغوی معنے مراد لینا قطعاً مناسب نہیں کلمہ "و" کا محذوف فرض کرنا پھر اس کو معنے "او" قرار دینا بھی بعید ہے۔ کیونکہ تقریباً سات سو صفحات کی ضخیم کتاب میں کسی ایک جگہ بھی کلمہ "و" کو صراحتاً ذکر نہیں فرمایا۔ تو یہ تمام تاویلیں از قبیل فمما لا یرضی به الامام ہیں۔

صحیح جواب وہ ہے جو امام عالی مقام نے خود بیان فرمایا ہے۔ اور جس کی تصریح علل صغیر میں فرمائی ہے۔ کہ میرے نزدیک ہر وہ حدیث حسن ہے جس کے اسناد میں کوئی راوی متہم بالکذب بھی نہ ہو اور حدیث شاذ بھی نہ ہو اور چند اسنادوں سے مروی ہو۔

تو اس تعریف کے مطابق صحیح اور حسن میں کوئی تضاد نہیں رہتا کیونکہ راویوں کا کمال ضبط جو صحیح میں اور عدالت معتبر ہے۔ اور حسن کے راویوں میں ان صفات کے کم درجہ پایا جانا ملحوظ ہے۔ امام ترمذی اس فرق کو ملحوظ نہیں رکھتے غریب اور حسن کے جمع کرنے میں بھی کوئی تضاد نہیں امام صاحب جیسا کہ انہوں نے علل میں صراحت فرمائی ہے۔ کہ غریب کی کئی قسمیں ہیں۔

غریب باعتبار اسناد — اور غریب باعتبار متن۔

ان کے نزدیک ایک ایسی حدیث جو متعدد اسنادوں سے مروی ہے اگر کسی ایک اسناد میں غرابت ہو گو دوسرے اسنادوں کے لحاظ سے حسن یا صحیح بھی ہو

تو وہ غریب شمار کرتے ہیں جیسے حضرت ابو ھریرہ رض کی مرفوع حدیث

الکافر یاکل فی سبعۃ امعاء ہے

یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی جہت سے غریب ہے۔ تو ان ترکیبوں میں کوئی تضاد اور منافرت نہیں۔

فافہم وتدبر ولا تکن من المسرعین

حدیث معلّق

المعلق ھو ما حذف من مبتدأ اسنادہ واحد او اکثر متعدد مع الشرح ص ۲۲ تدریب ص ۳۵

معلق وہ حدیث ہے جس کی سند کے ابتدا سے ایک یا ایک سے زیادہ راوی حذف کر دیئے گئے ہوں۔

اس کی مثال۔ امام بخاریؒ اکثر ترجمۃ الباب میں جن احادیث کا ذکر کرتے ہیں اور اسناد مکمل نہیں مذکور ہوتا۔ ایسی سب حدیثیں معلق کہلاتی ہیں۔

تعلیقات کا حکم

بخاری میں تعلیقات کی تعداد کافی ہے اور مسلم میں بہت کم۔

بخاری کی تمام تعلیقات کی تعداد ایک ہزار تین صد اکتالیس ہے۔

مسلم میں صرف ایک ایسی معلق حدیث ہے۔ جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں کسی دوسرے مقام پر متصل سند سے روایت نہیں فرمایا اور وہ حدیث باب التیمم میں لیث ابن سعد کی ہے۔

امام بخاریؒ نے اکثر تعلیقات کو کسی نہ کسی جگہ متصل روایت فرمایا ہے لیکن ایک سو ساٹھ ۱۶۰ ایسی تعلیقات ہیں جن کو کہیں بھی متصل روایت نہیں کیا۔

حافظ ابن حجرؒ نے ایسی تعلیقات کی ایک مستقل کتاب تغلیق التعلیق فرما کر متصل اسناد سے جمع کر دیا ہے جس کا نام التوفیق ہے۔

امام بخاری جن تعلیقات کو صیغۂ جزم اور معروف سے ذکر کرتے ہیں وہ صحیح ہیں۔ مثلاً قال مجاھدٌ کذا۔ قال ابنُ عباسٍؓ کذا۔ روی ابو ہریرہؓ کذا وکذا۔ اور جن کو صیغۂ تمریض اور مجہول سے ذکر کرتے ہیں۔ ان کو محدثانہ اصطلاح کے مطابق صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن بایں ہمہ وہ ساقط الاعتبار بھی نہیں۔

فلیس بواہی ساقط الاعتبار جملۃً — بالکل ساقط الاعتبار بھی نہیں کہ
دوخالہ فی الکتاب المسمّٰی بالصحیح — کا اپنی صحیح میں ذکر کرنا اور انداز کرنا
تدریب ص۳۷ — دلیل ہے کہ ان کا اصل ہے۔

تو یہ عام مشہور مقولہ

تعلیقات البخاری کلھا صحیحۃ — بخاریؒ کی سب تعلیقات صحیح ہیں۔
تغلیبی حکم پر محمول ہوگا

مسند حدیث

مسند حدیث کی تعریف میں محدثین کے تین قول ہیں۔

محدث خطیب کے نزدیک

ھو الذی اتصل اسنادہ من راویہ — مسند وہ حدیث ہے جس کا اسناد ابتدا
الی منتھاہ شرح مقدمہ ص۲۹ — تا انتہا متصل مروی ہو۔

حافظ ابن عمر ابن عبد البر کے نزدیک یہ تعریف ہے

المسند ما رفع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ ص۲۹ — مسند وہ حدیث ہے جو مرفوع ہو خواہ متصل ہو
یا منقطع

سواء کان متصلاً او منقطعاً۔ المقدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہو متصل ہو یا منقطع

محدثینؒ کی ایک اور جماعت کے نزدیک مسند کی یہ تعریف ہے۔

المسند ھو المتصل المرفوع	مسند وہ حدیث ہے جو صرف آنحضرت
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم سے اتصال کے
	ساتھ مروی ہو۔

ان تین تعریفوں میں سے تیسری تعریف زیادہ صحیح ہے۔

حافظ ابن حجرؒ و حافظ سیوطیؒ اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔

حاکم صاحبِ مستدرک نے یہی تعریف اختیار کی لیکن ایک شرط کا اضافہ کیا ہے۔

قال الحاکم من شرط المسند ان	حاکم نے کہا ہے کہ اس کے اسناد
لایکون فی اسنادہ اخبرت عن فلان	میں یہ مذکورہ بالا الفاظ نہ ہوں
ولا حدثت عن فلان ولا بلغنی	یعنی ان الفاظ کے ساتھ راوی
عن فلان ولا اظنہ مرفوعاً ولا رفعہ	روایت نہ کرے۔ تب مسند
فلان۔ تدریب ص۶۰	ہو گی۔

حدیث متصل

الحدیث المتصل ھو الذی اتصل	متصل وہ حدیث ہے۔ جس کا ال
اسنادہ فکان کل واحد من رواتہ	اسناد انتہا تک چلا جائے
قد سمعہ ممن فوقہ حتی ینتھی	راوی اپنے استاذ سے سن
الی منتھاہ۔	کرتے

مرفوع حدیث

المرفوع ما اضیف الی رسول اللہ	مرفوع وہ حدیث ہے جو حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃً — والسلام کی جانب نسبت کی جائے۔

موقوف حدیث

الحدیث الموقوف ھو ما یروی عن الصحابۃ رضی اللہ عنھم من اقوالھم وافعالھم وتقریراتھم۔ تدریب ص۱۶
موقوف وہ حدیث ہے جس میں صحابہؓ کے اقوال وافعال اور تقریرات روایت کی جائیں۔

خراسانی فقہاء کے نزدیک اس کا مخصوص نام اثر ہے۔

فی اصطلاح الفقہاء الخراسانیین تسمیۃ الموقوف باسم الاثر۔ مقدمہ ص۱۶
خراسانی فقہا اس کو اثر کا نام دیتے ہیں۔

حدیث مقطوع

وما جاء عن التابعین موقوفاً علیھم من اقوالھم وافعالھم۔ مقدمہ ص۱۵ ایضاً
مقطوع تابعین کے اقوال اور افعال موقوفہ کا نام ہے

مرسل کی تعریف میں مختلف اقوال

مرسل حدیث یہ ہے۔

المرسل ھو من قطع اسنادہ بان یکون فی روایتہ من لم یسمعہ من فوقہ۔ الکفایۃ للخطیب
مرسل حدیث وہ ہے جسکا اسناد میں اس طرح انقطاع ہو کہ نیچے کا راوی ایسے شیخ سے روایت کرے جس سے حدیث نہیں سنی۔

ھذا عند الفقہاء والاصولیین والمحدثین کابی نعیم وابی زرعۃ
یہ ان ائمہ کرام کی تعریف ہے

وابي حاتم ودارقطني و
بيهقي وابي داؤد في المراسيل

٢. المرسل - هو قول غير الصحابي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا هذا عند ابن حاجب

صحابی کے علاوہ کوئی شخص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔

٣. المرسل - اثر موقوف التابعي صغيراً كان او كبيراً هذا عند عامة ائمة الحديث

کوئی تابعی چھوٹا یا بڑا موقوفاً حدیث روایت کرے۔ یہ عام ائمہ حدیث کی تعریف ہے۔

٤. المرسل - هو مرفوع التابعي الكبير. هذا عند ابي حنيفة رح كما صرح به ابن سعد رح والحافظ ابن الحجر رح والسيوطي رح والقسطلاني - ظفر الاماني ص ١٨٨

جلیل القدر تابعی کی روایت کا نام مرسل ہے۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہ رح کا مذہب ہے۔

حدیث منقطع

المنقطع - ما لم يتصل اسناده على اي وجه كان انقطاعه لكن اكثر ما يستعمل في ما سقط رجل قبل الصحابي - تدريب ص ٢١

منقطع وہ حدیث ہے جس کا اسناد کسی نہ کسی درجہ میں منقطع (ٹوٹا ہوا) ہو لیکن عام طور پر اس کو منقطع کہتے ہیں کہ جس میں صحابی سے پہلے کوئی راوی حذف کر دیا گیا ہو۔

(حدیث معضل)

المعضل - هو ما سقط من اسناده اثنان فصاعداً - مقدمه شرح ص ٦٥

معضل وہ حدیث کہ جس کے اسناد سے دو یا زیادہ راوی حذف کر دیئے گئے ہوں۔

حدیث مدلس

اس کی تین قسمیں ہیں۔ جو تدلیس کی مندرجہ ذیل تین قسموں میں سے کسی ایک پر مبنی ہوتی ہیں۔ یعنی تدلیس الاسناد۔ تدلیس الشیوخ۔ تدلیس التسویہ

تدلیس الاسناد کی تعریف یہ ہے کہ

هو ما یروی عمن عاصره ما لم یسمعه منه موهماً سماعه منها

وہ حدیث ہے کہ راوی ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے روایت نہیں سنی ہو لیکن الفاظ محتمل سماع ہوں۔

تدلیس الشیوخ کی تعریف یہ ہے کہ

هو ان یسمی شیخه او یکنیه او ینسبه او یصفه بما لا یعرف به

وہ حدیث ہے کہ راوی غیر معروف [illegible] یا کنیت یا نسبت یا صفت سے شیخ کا ذکر کرے۔

تدلیس التسویہ کی تعریف یہ ہے کہ

هو ان یروی عن شیخه الثقة او اسقط شیخ الشیخ او اعلیٰ منه لضعفه ویذکر من هو فوقه ثقه۔ تحسیناً للحدیث۔ هذا شر الاقسام۔ تدریب ص

سلسلہ اسناد کے کسی ضعیف [illegible] کر کے نیچے کے ثقہ راوی سے [illegible] ثقہ راوی سے روایت کرے یہ بدترین قسم ہے تدلیس کی

(حدیث شاذ)

هو ما خالف الثقة من هو اوثق منه۔ نخبة الفکر

شاذ وہ حدیث ہے کہ ایک ثقہ راوی اپنے سے زیادہ باوثوق کے مخالف روایت کرے۔

حدیثِ معلّل

ھو ما اطلع الناقد الماھر فیہ علی سبب خفی قادح مع سلامۃ ظاھرا ً وجود جمیع الشروط للصحۃ۔ تدریب ص۸۹

معلل وہ حدیث ہے جو بظاہر صحیح ہو اور صحت کے تمام صفات کے باوجود اسمیں کوئی ماہر اور ناقد فن صحت کے منافی کسی پوشیدہ سبب کو پالے۔

حدیث معنعن

ھو قول الراوی عن فلان عن فلان الی آخرہٖ۔ تدریب ص۷۳

راوی لفظ "عن" سے اسناد کے سلسلہ کو ذکر کرے۔

بعض محدثین ؒ کے نزدیک معنعن حدیث از قبیل مرسل یا منقطع ہے۔ لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ معنعن حدیث باعتبار اسناد کے متصل ہے امام مسلم کے نزدیک راوی اور مروی عنہ کا ہم عصر ہونا کافی ہے۔ امام بخاری اور علی بن مدینی کے نزدیک صرف معاصرت (ہم عصر ہونا) کافی نہیں بلکہ لقاء (ملاقات) بھی ضروری ہے۔

محدث ابن الصلاح ؒ فرماتے ہیں۔

وقد قیل ان القول الذی ردہ مسلم ھو الذی علیہ آئمۃ ھذا العلم علی بن المدینی والبخاری وغیرھما

مقدمہ مع الشرح الذین

بعض کا قول ہے کہ جس کو امام مسلم نے (مقدمہ صحیح مسلم) رد کیا ہے۔ یہ مسلک علی بن مدینی اور بخاری اور ان کے علاوہ محدثین کا ہے۔

حدیثِ مضطرب

ھو ما یروی علی اوجہ مختلفۃ متقاربۃ فی الاسناد والمتن

وہ اس حدیث کا نام ہے جو مختلف صورتوں سے مروی ہو۔ کبھی

تدریب صـ۹۳ — اختلاف اسناد میں ہوتا ہے اور کبھی متن میں ہوتا ہے۔

(حدیثِ متابع)

ھو ان تکون الفاظہ ومعانیہ او معانیہ فقط موافقۃ الحدیث آخر فی الاول یستعمل لفظ "مثلہ" وفی الثانی لفظ "نحوہ"	متابع اُس حدیث کا نام جو کسی دوسری نسبتاً اعلیٰ درجہ کی حدیث کے الفاظ اور معانی یا فقط معانی میں موافق ہو اول صورت کے لئے "مثلہ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور دوسری صورت کیلئے "نحوہ" کا لفظ۔

(مدرج حدیث)

ھو ان یدرج ویدخل فی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کلام بعض رواتہم مقدمہ مع الشرح صـ۱۰۲	مدرجہ اس حدیث کا نام ہے جس میں کوئی راوی غیر کے کلام حدیث میں شامل کردے

(مقلوب حدیث)

المقلوب۔ ھو الذی وقع فی متنہ او فی سندہ تغیر بابدال لفظ او جملۃ او تقدیم او تاخیر۔ ظفر الامانی صـ۲۲۳	مقلوب وہ حدیث ہے کہ جس کے متن یا سند میں تبدیلی واقع ہو۔

(مسلسل حدیث)

المسلسل۔ ھو عبارۃ عن تتابع رجال الاسناد واحدا بعد واحد علی نہج واحد	مسلسل اس حدیث کا نام ہے۔ کہ جس کے رجال یکے بادیگرے ایک نہج پر ذکر کئے جائیں۔

قال حدثنی فلان قال حدثنی فلان
قال حدثنی فلان

حدیث موضوع

الموضوع - هوالحدیث الذی اختلق ونسب الیه صلعم۔ ظفر الامانی صـ ۲۳۹
خود ساختہ مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے۔

(مرسل حدیث کے حجت ہونے میں اختلاف)

مختار مذہب کے مطابق صحابہؓ کی مراسیل مقبول اور صحیح ہیں۔

اما مرسل الصحابی فمحکوم لصحتہ علی المذہب الصحیح الذی قطع بہ الجمہور من اصحابنا وغیرھم۔ تدریب صـ ۷۱
صحابہ کی مراسیل جمہور علماء کے نزدیک صحیح مذہب کے مطابق محکوم بالصحۃ ہیں

غیر صحابی کی مرسل میں اختلاف ہے۔ اور دس مختلف اقوال ہیں۔
علامہ سیوطیؒ نے تدریب صـ ۶۹ پر اور فاضل لکھنوی نے ظفر الامانی صـ ۱۹۷ پر ان اقوال کا ذکر کیا ہے۔

ان اقوال میں سے قوی ترین قول یہ ہے کہ ایسے ثقہ تابعین جو پوری اور احتیاط سے روایت کرتے ہیں۔ اُن کی مراسیل مقبول ہیں۔
ظفر صـ ۱۹۷ حنفیہؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ تمام مراسیل کو قبول کرتے ہیں۔ مگر یہ غلط ہے۔

امام ابن ہمامؒ نے حنفیہؒ کے مسلک کو چند شرطوں سے مقید کیا ہے اور وہ سات شرطیں ہیں۔
۱۔ راوی ثقہ ہو ۲۔ عدل ہو ۳۔ معاملات میں دیندار ہو۔ ۴۔ ائمہ نقل میں سے کوئی امام ہو ۵۔ راوی کے صدق کو کذب سے تمیز کرسکتا

اور خوب جانتا ہو ۶ جرح و تعدیل کی اہلیت رکھتا ہو ۷ مسند مرفوع کو قال یا دوسرے معروف الفاظ سے روایت کرتا ہو۔ التحریر ابن ھمّام ؒ

حدیث اور خبر کی ایک دوسری تقسیم

خبر کی دو قسمیں ہیں۔ خبر متواتر اور خبر واحد

خبر متواتر کی تعریف میں پانچ شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱ ہر درجہ اور طبقہ میں راوی بہت سارے۔ ابتدا سے انتہا تک بدستور ہوں

۲ ہر درجہ میں کثرت اس قدر ہو کہ عادۃً ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال ہو۔

۳ ہر درجہ کے تمام راوی ثقہ اور صاحب عدالت ہوں۔

۴ تمام راوی کمال ضبط اور حافظہ کے مالک ہوں۔

۵ واقعہ کی انتہا سماعت یا مشاہدہ پر مبنی ہو۔

اس کی مثال حدیث من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار ہے یہ حدیث ایسی ہے۔ جس میں یہ تمام شرطیں پائی جاتی ہیں۔

طبقہ کا مطلب اور حقیقت

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

الطبقة فی اصطلاحهم عبارة عن جماعة اشترکوا فی السن — طبقہ اس جماعت کا نام ہے۔ جو ہم عمر ہوں۔ اور مشائخ کی ملاقات

ولفلاء المشائخ وقد یکون الشخص | میں باہم شریک ہوں۔ کبھی ایسا بھی
الواحد من طبقتین مقدمہ فتح الباری | ہوتا ہے کہ ایک شخص دو طبقوں سے
ہوتا ہے۔

تواتر کی قسمیں

تواتر کی دو قسمیں ہیں تواتر لفظی۔ تواتر معنوی

تواتر لفظی میں الفاظ اور معانی دونوں کا اتحاد ہوتا ہے۔ **تواتر معنوی** میں صرف حاصل شدہ حکم میں اتحاد ہوتا ہے۔ الفاظ اور پیرایۂ بیان میں اتحاد نہیں ہوتا۔ تدریب ص ۱۹۱

خبر متواتر علم یقین کا فائدہ دیتی ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ علم بدیہی حاصل ہوتا ہے یا نظری اور استدلالی صحیح یہ ہے کہ علم بدیہی حاصل ہوتا ہے۔

خبر واحد

خبر واحد وہ ہے جو متواتر کی طرح نہ ہو

خبر واحد کی قسمیں

خبر مشہور - خبر عزیز - خبر غریب -

خبر مشہور وہ حدیث ہے جو محدثین میں عام شہرت رکھتی ہو یعنے جس کے راوی بہت ہوں لیکن متواتر سے کم -

اس کی مثال ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا بعد رکوع علی جماعۃ،

مشہور کا ایک دوسرا استعمال بھی ہے محدثین کبھی اس حدیث کو بھی مشہور کے نام سے موسوم کرتے ہیں - جو مشہور علی الالسنہ یعنی زبان ز

خواص وعوام ہوتی ہے اگرچہ بلحاظ اسناد غریب ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی مثال انما الاعمال بالنیات ہے۔ اس کے ابتدائی راوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یحییٰ بن سعید تک ہر درجہ میں صرف ایک ایک ہے۔ لیکن یحییٰ بن سعید کے بعد یہ شہرت پا گئی ہے۔ اور اسناد کثیر ہو گئے ہیں۔

خبر عزیز: وہ حدیث ہے جس کو دو یا تین راوی روایت کریں۔ اس کی مثال عن ابی ہریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ الحدیث

اس حدیث کے راوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیخین تک ہر درجہ میں دو دو ہیں۔ تدریب ص۱۸۱

خبر غریب: غریب وہ خبر یا حدیث ہے۔ جس کا راوی منفرد (اکیلا) ہو اس کی مثال حدیث انما الاعمال بالنیات ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رض منفرد ہیں پھر ان سے علقمہ پھر علقمہ سے محمد بن ابراہیم پھر محمد بن ابراہیم سے یحییٰ بن سعید منفرد ہیں۔

یہ حدیث دراصل غریب ہے۔ لیکن عمومی شہرت پا جانے کی وجہ سے مشہور کہلاتی ہے۔

غریب کی دو قسمیں ہیں۔ غریب مطلق۔ غریب نسبی۔

غریب مطلق: غریب حدیث ہے۔ جس کے ابتداء سند میں صحابی کے بعد غرابت ہو۔

غریب مطلق کی مثال۔ عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن بیع الولاء وھبتہ۔ یہ حدیث غریب مطلق ہے۔ کیونکہ ابن عمر رض سے سوائے عبد اللہ بن دینار کے اور کسی نے

اس کو روایت نہیں کیا۔

غریب نسبی وہ حدیث ہے۔ جس میں اضافی غرابۃ ہو۔ یعنے اس روایت میں کوئی راوی منفرد ہو۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں غریب باعتبار اسناد۔ غریب باعتبار متن۔ غریب باعتبار اسناد کی مثال عن ابی موسیٰ اشعری کی روایت الکافر یأکل فی سبعۃ امعاء یہ حدیث عن ابی کریب عن ابی اسامہ عن بریدۃ عن جدہ عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسناد کے لحاظ سے غریب ہے گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث اور اسنادوں سے بھی مروی ہے۔

غریب باعتبار متن کی مثال ہر وہ حدیث ہے جس کو ایک حافظ المعتمد علیہ راوی کسی لفظ کے اضافہ سے روایت کرے۔ جیسے راوی مالک عن نافع عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر من رمضان علی کل حر او عبد ذکر او انثیٰ من المسلمین الحدیث من المسلمین کی زیادتی کو صرف امام مالک نافع سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث باعتبار اس اسناد کے غریب ہے۔ کیونکہ نافع سے عبید اللہ بن عمر اور ایوب وغیرہ سب روایت کرتے ہیں۔ لیکن مالک بن انس کے بغیر نافع سے من المسلمین کی زیادتی کو کوئی روایت نہیں کرتے۔

صحت حدیث کے منافی اسباب

حدیث صحیح کے لئے دو چیزوں کا پایا جانا نہایت ضروری ہے ایک ہر راوی کا صاحب ضبط اور اس میں عدالت کا ہونا۔ دوسرا سند میں اتصال کا ہونا۔

ضبط کا مطلب یہ ہے کہ راوی بیدار مغز، مشہور اور اس کی قوت حافظہ

Marfat.com

بدرجہ اتم قوی ہو۔

عدالت کا مطلب یہ ہے کہ راوی متقی باوقار اور پرہیزگار ہو۔
ضبط کے منافی پانچ امر ہیں۔ ۱۔ انتہائی غفلت ۲۔ زیادہ غفلت ۳۔ ثقہ راویوں کے خلاف کمی یا بیشی سے روایت کرنا۔ ۴۔ وہمی ہونا۔ ۵۔ حافظہ کا کمزور ہونا۔

عدالت کے منافی بھی پانچ امر ہیں۔
۱۔ جھوٹا ہونا راوی کا۔ ۲۔ جھوٹ سے تہمت ناک ہونا۔ ۳۔ فاسق و فاجر ہونا ۴۔ محدثین میں کسی راوی کا غیر معروف اور مجہول ہونا۔ ۵۔ مبتدع ہونا۔
ان اسباب کی بنا پر مندرجہ ذیل حدیث کی قسمیں حاصل ہوتی ہیں۔
۱۔ حدیث موضوع جس کی سند میں کوئی جھوٹا راوی ہو۔
۲۔ حدیث متروک۔ جس کی سند میں کوئی متہم بالکذب راوی ہو۔
۳۔ حدیث منکر جس کی سند میں کوئی فحش غلطی کرنے والا راوی ہو۔
۴۔ حدیث شاذ جس کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جو ثقہ راویوں کے مخالف روایت کرے۔
۵۔ حدیث معلل جو بظاہر صحیح ہونے کے باوجود اس میں کوئی خفیہ علّت اور سبب منافی صحت کے موجود ہو۔
۶۔ حدیث مدرج جس میں غیر کے کلام کو حدیث کے متن میں درج کر دیا گیا ہو۔
۷۔ حدیث مقلوب جس کے اپنے اصلی اسناد کو چھوڑ کر غلط اور غیر واقعی اسناد سے روایت کی جائے۔
۸۔ حدیث مضطرب جو مختلف طرح سے مروی ہو اور ہر صورت دوسری صورت کے مساوی ہو اور کسی ایک صورت کو وجوہات ترجیح سے راجح قرار

دیا جا سکے۔

اضطراب کبھی متن میں ہوتا ہے اور کبھی اضطراب سند میں۔

۹۔ حدیث مصحّف جس میں لفظوں کی تبدیلی واقع ہو۔

۱۰۔ حدیث محرّف جس میں حدیث کے صحیح مطلب کو بالکل بگاڑ دیا گیا ہو۔

اتصال کا فقدان

صحت کے دوسرے سبب یعنی اتصال کے فقدان سے مندرجہ ذیل قسمیں حدیث حاصل ہوتی ہیں۔ اگر ایک راوی کا سقوط ابتدا سند سے ہو۔ تو حدیث کا نام معلق ہے۔

اگر تابعی کے بعد ایک راوی کا سقوط ہو تو حدیث کا نام مرسل ہے۔

اگر دو راوی یا دو سے زیادہ کا لگاتار سقوط ہو۔ تو حدیث کا نام معضل ہے

اگر اتنے راویوں کا سقوط علی سبیل التوالی نہ ہو بلکہ مختلف جگہوں پر ساقط ہوں تو حدیث کا نام منقطع ہے۔

حدیث مقبول کی قسمیں

حدیث کی باعتبار قبولیت کے یہ قسمیں ہیں۔ صحیح لذاتہ۔ صحیح لغیرہ حسن لذاتہ۔ حسن لغیرہ

اگر حدیث کی صحت کے تمام صفات بدرجہ اتم پائے جائیں۔ تو وہ حدیث صحیح لذاتہ ہے۔

اگر ان صفات خمسہ (اتصال۔ نقل عدل۔ ضابطہ۔ بغیر شذوذ۔ بغیر علت خفیہ) میں کچھ کمزوری ہو لیکن تعدد اسانید کی وجہ وہ کمزوری پوری کی جا سکتی ہے تو وہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔

اگر مذکورہ بالا کمزوری کو تعدد اسانید سے پورا نہیں کیا جا سکتا تو وہ

حدیث حسن لذاتہ ہے۔

اگر ایسی حدیث ہو جس میں صحیح کے تمام شرائط کا یا بعض کا فقدان ہو۔ لیکن متعدد اسانید سے مروی ہونے کی وجہ سے وہ ضعف دور ہو سکتا ہے۔ تو وہ حدیث حسن لغیرہ ہے۔

ضروری تنبیہ

حسن لذاتہ میں صحیح کی جس صفت کی کمزوری مراد ہوتی ہے وہ صرف حافظ کی کمزوری ہے لیکن باقی صفات کا بدستور پایا جانا ضروری ہے۔ ورنہ ایسی حدیث حسن کے درجہ میں شمار نہ ہو گی۔

ہر ایک کی مثالیں

حدیث انما الاعمال بالنیات الخ صحیح لذاتہ ہے۔

حدیث لولا ان اشق علی امتی الحدیث صحیح لغیرہ ہے۔ اگر اس کے ایک راوی محمد بن عمرو حافظ اور اتقان میں کمزور نہ ہوتا تو یہ حدیث صحیح لذاتہ میں شمار ہوتی۔ لیکن یہ کمزوری دوسری اسانید سے دور کی جا سکتی ہے۔ تو حسن لذاتہ سے ترقی کر کے صحیح لغیرہ شمار میں شمار ہو گی۔

حسن لذاتہ کی مثال: یہی حدیث دوسری اسانید کے بغیر لحاظ کے لئے حسن لذاتہ ہے۔

حسن لغیرہ کی مثال: عن البراء بن عازب مرفوعاً ان حقاً علی المسلمین ان یغتسلوا یوم الجمعۃ الحدیث یہ حدیث ایک راوی ہشیم جو مدلس ہے اس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن اس کی ایک متابع اور چند شاہد احادیث سے تائید ہو جاتی ہے تو یہ حدیث حسن لغیرہ شمار ہو گی۔

صحیح لذاتہ۔ صحیح لغیرہ۔ حسن لذاتہ تینوں بالاتفاق احکام میں حجت ہیں۔

اور حسن لغیرہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہے اور احکام میں حجت ہے کیونکہ متعدد اسانید کے مجموعہ سے حدیث میں قوۃ پیدا ہو جاتی ہے۔

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں۔

قد احتج جمہور المحدثین بالحدیث من الضعیف اذا کثرت طرقہ والحقوہ بالصحیح تارۃ وبالحسن اُخریٰ (المیزان صفحہ ۶ ج ۱)	جمہور محدثین ایسی ضعیف حدیث سے احتجاج کرتے ہیں۔ جس کے طرق متعدد ہوں کبھی اس کو صحیح کے ساتھ لاحق کرتے ہیں اور کبھی حسن کے ساتھ

ایسی ضعیف حدیث جو حسن لغیرہ کے درجہ میں شمار نہیں ہو سکتی فضائل اعمال میں حجت ہو سکتی ہے۔

مندرجہ ذیل آئمہ کا یہی مسلک ہے۔

امام احمد ابن حنبل - سفیان ابن عیینہ - امام نووی - عز بن ابن عبد السلام - ابن دقیق العید - ابن سید الناس - حافظ ابن حجر - امام حافظ ابن ھمام - حافظ سیوطی - حافظ سخاوی - ملا علی القاری - ظفر الامانی صفحہ ۹۹ و صفحہ ۱۰۱

مگر حجت ہونے کے لئے چند شرائط ہیں - ۱ ایسی ضعیف حدیث جس کے متعدد ضعاف اسانید ہوں۔ ضعف کا سبب کذب یا تہمت بالکذب نہ ہو۔ ۲ کسی عام اور کلی شرعی قاعدہ کے تحت داخل ہو - ۳ جو حکم اس سے ثابت ہو وہ احتیاط اور استحباب کے درجہ کا ہو نہ سنیت کے درجہ کا۔

ان شرائط کو حافظ سخاوی نے "القول البدیع" میں ذکر کیا ہے۔ ظفر الامانی میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث ہے جو بہت مفید ہے۔ حافظ سیوطی نے بھی تدریب میں ذکر کیا ہے۔

چند ضروری فوائد

تحدیث اور اخبار وغیرہ میں فرق

تحدیث میں سماع من الشیخ ملحوظ ہے۔ قراءۃ میں سماع الشیخ من الطالب ملحوظ ہے۔

حدثنی:۔ منفرد طالب کی علامت ہے۔

حدثنا:۔ سامعین کی جماعت پر دلالت کرتا ہے۔

اخبرنی:۔ انفراد پر دلالت کرتا ہے۔

اخبرنا:۔ ایک جماعت پر دلالت کرتا ہے۔

جو حضرات قراءۃ سماعت من الطالب کے وقت شیخ کے سماع میں شریک تھے انبانی و انبانا۔ ذکری۔ ذکرلنا۔ حسب ترتیب انفراد اور اشتراک پر دلالت کرتے ہیں۔ اور حکماً تحدیث پر بھی دلالت کرتے ہیں۔

تحدیث اور اخبار کا فرق

امام الائمہ ابو حنیفہؒ اور ابن ابی ذئب کے نزدیک قراءۃ علی الشیخ کو سماع من الشیخ سے فوقیت ہے۔

امام مالکؒ امام المدینہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ لیکن بعض محدثینؒ کے نزدیک دونوں ہم مرتبہ ہیں۔ بعض حضرات نے اس مذہب کو علماء حجاز و کوفہ۔ امام بخاری اور علماء مشرق کی جانب منسوب فرمایا ہے۔ محدث ابن صلاح نے سماعت کو قراءۃ پر فوقیت و ترجیح دی ہے۔

مدت مدید سے علماء ہند کے ہاں قراءۃ علی الشیخ ہی مروج ہے سماع من الشیخ نادر ہے۔

لیکن باوجود اس کے کوئی نقصان محسوس نہیں کیا جاتا ۔ یہ تعامل امام الائمہ
ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تائید کرتا ہے ۔

کتب حدیث میں دوران اسناد حدثنی (ثنی) سے اور حدثنا (ثنا) سے
اور (نا) سے لکھتے ہیں ۔ اور اخبرنا (انا) سے لکھتے ہیں ۔ لیکن پڑھنے میں پورے
پڑھے جاتے ہیں ۔

قرأۃ علی الشیخ کی قسمیں

روایت کرتے وقت بعض قرأۃ علیہ کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں اور بعض
قرأۃ علیہ وانا اسمع کے الفاظ ذکر کرتے ہیں ۔ دونوں میں فرق ہے ۔
قرأۃ علیہ کا اضافہ یہ تبلاتا ہے ۔ کہ راوی خود قاری ہے ۔ اور قرأۃ
علیہ وانا اسمع کا اشارہ اس جانب ہوتا ہے کہ قاری دوسرا شخص تھا
میں سامع تھا ۔

(فائدہ)

صحابی کی تعریف

صحابی کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں ۔ صحیح تر یہ ہے کہ صحابی وہ ہے
جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرفِ صحبت میسر ہو ۔ اور ایمان پر خاتمہ
ہو ۔ حافظ عراقیؒ الفیہ میں فرماتے ہیں ۔

رائی النبیؐ مسلماً ذو صحبۃ ۔ وقیل ان طالت لم تثبت

فتح المغیث ص ۳۶۷

صحابہ کی تعداد

صحابہؓ کی صحیح تعداد کا فیصلہ کرنا مشکل امر ہے ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و

سلم کے زمانہ مبارک میں مردم شماری کا دستور نہ تھا۔

محدثینؒ نے حدیث کی کتابوں کے تتبع اور استقراء سے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق جو تعداد معلوم کر سکے اُس کی تصریح فرمائی ہے۔ اس وجہ سے صحابہ کرام کی تعداد میں مختلف اقوال ہیں۔

حافظ ابو عمرو کی استیعاب مع ذیل ابن فتحون میں جن صحابہ کرام کا تذکرہ ہے۔ اُن کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

تعداد	۳۵۰۰
اصابہ لابن حجرؒ کے مطابق تعداد	۵۰ یا ۷۵۴۰
حافظ ذہبیؒ کے خیال کے مطابق	۸۰۰۰
حافظ ابو زرعہؒ کے نزدیک	۱۱۴۰۰۰

یہ تعداد استقرائی ہے حقیقی نہیں ہے۔

وما یعلم جنود ربک الا ھو

صحابہ کی عدالت

اہل سنت والجماعت کے نزدیک تمام صحابہ عدل ہیں چنانچہ مشہور ہے

الصحابة کلھم عدول

قال الفاضل الآلوسی بعد سرد الاقوال الصحیحة التی سردها والذی ذهب الیه جمهور اهل السنة والجماعة من اهل الحدیث والمتکلمین وغیرهم هو ان الصحابة کلهم عدول کبیرهم وصغیرهم قبل زمان الفتن وبعدها سواء کان من الداخلین فی الفتن او من غیر الداخلین لدلائل

الادلة العقلیة والنقلیة علیه

عدالت کا مطلب

عدالت کا معنی معصوم عن الخطاء نہیں بلکہ بغیر بحث وتمحیص کے روایات حدیث کا قبول کرنا ہے۔

قال ابن الانباری لیس المراد بعدالتھم ثبوت العصمة لھم واستحالة المعصیة منھم وانما المراد قبول روایاتھم من غیر تکلف البحث عن اسباب العدالة وطلب التزکیة الا ان یثبت قادح ولم یثبت

عدالت سے مراد معروف معنی نہیں بلکہ صرف عدالت فی روایۃ الحدیث مراد ہے یعنی روایت میں جھوٹ سے بے حد احتراز کرنا اور ان کی روایت کو اسباب عدالت کی چھان بین کے بغیر قبول کر لینا ہے الا یہ کہ کوئی امر خلاف عدالت ان سے ایسا صادر ہو جو منافی ایسی عدالت کے ہو لیکن ایسا کوئی امر ان سے سرزد نہیں ہوا۔

(صحابہ کی عدالت کے دلائل)

صحابہ کرام کی عدالت میں ایک قلیل گروہ کو کلام ہے۔ لیکن قرآن حکیم کی آیات میں عموماً تمام صحابہ کے فضائل کی تصریح ہے۔

منجملہ ان آیات کے یہ آیات ہیں۔

۱۔ فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا

(پارہ اول) سو اگر وہ بھی ایمان لائیں جس طرح (تم) لائے۔ ہدایت پائی انہوں نے بھی

۲۔ وکذلک جعلنکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس

اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر

(پارہ دوم)

۳- والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً (سورة فتح)

اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر۔ نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی ۱۲

۴- والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنه (پارہ گیارہ)

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو انکے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے ۱۲

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے جو علیم اور خبیر ہے۔ قیامت تک کے لئے جس کا علم ذرہ ذرہ پر حاوی ہے۔ تمام صحابہؓ کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اور اپنی رضامندی کی بشارت دی ہے۔

عام دنیائے انسانیت کے لئے ان کو نمونہ اور حجت قرار دیا ہے۔ اگر وہ اس قابل نہ ہوتے یا معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے منافق ہو جانا تھا تو خدا تعالیٰ جس کا علم محیط اور کامل ہے قرآنِ حکیم میں ان کو یہ اعلیٰ مقام کیوں عطا فرماتا۔

انجیل کی وہ پیشگوئی جس میں یہ ذکر فرمایا گیا کہ فارقلیط دس ہزار قدسیوں کی جماعت کے ساتھ فاران کی چوٹی پر آئے گا۔ اس کا مصداق اور کون ہو سکتا ہے۔ یہ پیشگوئی بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ تو دس ہزار قدسیوں کی جماعت کے مصداق صحابہؓ کرام ہیں۔ کیونکہ شہر فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی یہی تعداد ساتھ تھی۔

انہیں نقلی دلائل میں عقلی دلائل کا کافی مواد ہے۔ اور بھی بے شمار دلائل ہیں۔

صحابہؓ کا زمانہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مبارک زمانہ ابتداء ہجرت سے شروع ہو کر پہلی صدی کے آخر تک ختم ہو گیا اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ معجزانہ پیشگوئی پوری ہوئی جو ان الفاظ میں فرمائی تھی۔

فان راس مأتة سنة لا يبقى ممن هو اليوم على ظهر الارض احدًا — جو لوگ آج روئے زمین پر موجود ہیں ان میں سے سو سال کے بعد باقی کوئی نہیں رہے گا۔

سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ ہیں جنہوں نے ۱۱۰ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی ہے۔ مقدمہ ابن الصلاح مع الشرح صفحہ ۲۷

(تابعی کی تعریف)

نقّادِ حدیث کے نزدیک تابعی کی تعریف یہ ہے۔

التابعی هو کل مسلم لقی صحابیاً — تابعی ہر وہ مسلمان ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو۔

حافظ الزین العراقی الفیہ میں فرماتے ہیں

فالتابع اللاقی لنا قد صحبا۔ ولکن الخطیب حد ان یصحبا

مخضرمین

صحابہؓ اور تابعین کے درمیان ایک اور جماعت ہے۔ جس کو محدثینؒ

مخضرمین کا لقب دیتے ہیں یہ وہ افراد ہیں جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔
ان کی تعداد بیس۲۰ ہے۔

المخضرم هو الذی ادرک الجاهلیة وزمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یرہ وعددهم عشرون نفساً مقدمہ مع الشرح صفحہ ۲۷

مخضرم وہ شخص ہے جس نے زمانہ جاہلیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکا ہو۔ انکی تعداد بیس ہے۔

(صحابیت کے جھوٹے مدعی)

سرباتک المعروف سرباتک الهندی شاہ قنوج

اس نے بھی صحابیت کا دعویٰ کیا۔ اسحاق بن ابراہیم طوسی کے قول کے مطابق جب یہ اس سے ملا تو پوچھا۔

کم اتی لک قال تسع مائة وخمس وعشرون سنةً

تیری کتنی عمر ہے جواب دیا کہ نوسو پچیس سال ہے۔

اس کا دعویٰ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ذیل صحابہؓ کے ذریعہ ایک تحریری دعوت نامہ ارسال فرمایا تھا۔

حضرت حذیفہؓ۔ اسامہ بن زیدؓ اور سفینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور غلامؓ۔ ابوموسیٰ اشعریؓ۔ صہیب رومیؓ جب دعوت نامہ ملا۔

فاسلم وقبل کتابه صلی اللہ علیہ وسلم یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکة مرتین وبالمدینة مرةً وقال قبلت علیه السلام من

اسلام قبول کیا اور نامہ مبارک آنکھوں سے لگایا اور کہتا تھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں دو مرتبہ۔ مدینہ منورہ میں ایک دفعہ

ملك الحبشة - لسان الميزان ص۱۱ ج۲ دیکھا جبکہ میں حبشہ کے بادشاہ کا سفیر
باب من اسم سرباتک بن کر حاضر ہوا۔

اس کی موت ۳۳۶ھ میں ہوئی ہے۔

الذہبی تجرید میں لکھتے ہیں۔

هذا كذب واضح — یہ جھوٹ واضح ہے

رتن الهندی

حافظ ابن حجرؒ اس کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وما ادراك ما رتن - شيخ دجال — تو جانتا ہے کہ رتن کون ہے؟ بلاشک و
بلا ريب ظهر بعد الستمأة سنة — شبہ ایک بوڑھا مکار ہے۔ جس نے چھ سو
فادعى الصحبة - والصحابة لا — سال کے بعد صحابی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا
يكذبون - — ہے حالانکہ صحابہ رضؓ جھوٹے نہیں ہوتے۔

اس نے چالیس حدیثیں روایتیں کی ہیں۔ اس کا آخری روایت فی الحدیث
کا شاگرد علی بن منظفر الوداعی ہے۔

اس کا دعویٰ ہے کہ میں زفاف فاطمہؓ اور غزوۂ احزاب میں خندق کھودنے
میں شریک تھا۔ اس کا شجرہ نسب یہ ہے۔

خواجہ رتن بن ساھون بن جگندیو — حافظ ابن حجرؒ نے اس کے حال میں
الهندى وقد قيل مات ۶۳۲ھ — ایک مستقل جزو تصنیف کی
لسان المیزان لابن حجر ص۴۵ ج۲ عنوان من اسم رتن ہے۔

قیس بن تمیم الطائی

یہ بھی ایک مدعی صحابیت ہے۔

اس نے ۵۱۷ھ کو گیلان میں صحابیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اپنے اسلام اور

صحابی ہونے کا واقعہ یوں بیان کرتا تھا۔ کہ ہم چار سو پچاس آدمی تجارت کے لئے گئے تھے۔ راستہ میں اکیلے حضرت علیؓ مل گئے۔ انہوں نے ہم پر تین حملے کئے بعد دیگرے کئے اور ہر حملہ میں سو سے زیادہ ہمارے آدمی قتل ہوئے آخر ہماری تعداد تراسی ۸۳ رہ گئی تو امان طلب کی۔ امان مل گئی اور حضرت علیؓ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ جب حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میری عمر اس وقت چھبیس سال کی تھی۔ اس وقت میں نے یہ حدیث سنی من تشبہ الی قوم فھو ... یصل علی فقد جفانی۔ اس کے قول کے مطابق بعد ازیں پچیس سال طبرستان میں سکونت کی پھر گیلان میں ننانوے ۹۹ سال سکونت۔ یہ چالیس حدیثیں روایت کرتا تھا۔

جعفر بن نسطور رومی

یہ بھی گذشتہ قبیلہ کا ایک فرد ہے۔ اس نے بھی ۳۰۰ھ میں صحابیت کا دعویٰ کیا اور کہا ہے کہ غزوۂ تبوک میں شریک تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے۔ آپ کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔ میں نے گھوڑے سے اتر کر کوڑا پیش کیا تو آپ نے میرے لئے درازی عمر کی دعا دی اور فرمایا۔

مدّ اللہ عمرک مدًا	اللہ تعالیٰ تیری عمر کو لمبا کرے
فعشت بعدہ صلی اللہ علیہ و	آپ کے بعد میں تین سو بیس
سلم ثلاث مائۃ وعشرین سنۃ	سال تک زندہ ہوں۔

وما شو ثلاث مائۃ واربعین سنۃ

لسان وغیرہ من اسم جعفر

عثمان بن خطاب المغربی۔ یہ بھی اسی خاندان کا ایک فرد ہے۔

اس نے بھی تین ۳۰۰ سو سال کے بعد تابعیت کا دعویٰ کیا اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی حمایت کرنے کا دعویٰ بھی کیا۔ خلافت صدیقی میں ولادت کا دعویٰ دار ہوا۔

ناقدین حدیث نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ اور اس کی مرویات کو رد کر دیا ہے۔

ظھر علی اھل بغداد وحدث	بغداد میں ظاہر ہوا اور تین سو سال کے بعد
بقلۃ حیاء بعد الثلاث مائۃ	بوجہ قلتِ حیاء حضرت علیؓ سے روایتیں
عن علیؓ وکذبہ النقادون	کیں لیکن ناقدین حدیث نے اسکو جھٹلایا۔

اس کی موت ۳۲۷ھ میں ہوئی ہے۔ اور اس کا اصلی نام ابو عمر علی بن عثمان بن خطاب تھا۔ جب حج پر گیا تو لوگوں کا انبوہِ کثیر اور ہجوم اس کے ارد گرد جمع ہو گیا۔ اس کا دعوے تھا کہ میں نے خلفاء اربعہ کو دیکھا ہے اور حضرت علیؓ سے تیرہ حدیثیں معرفۃ الاسناد مقلوب اسناد سے روایت کیں۔

قیروان میں اس وقت اس کی عمر اس کے دعوے کے مطابق تین سو پچاس ۳۵۰ سال کی تھی۔ لسان المیزان صفحہ ۱۳۵ ج ۴ عن اسم عثمان

(فقہا سبعہ)

اکابر تابعین میں سے فقہاء سبعہ (سات فقیہہ) ہیں اور اُن کے نام یہ ہیں -

۱- سعید ابن مسیّب ۲- قاسم بن محمد - ۳- عروہ
۴- خارجہ بن ثابت ۵- ابو سلمہ بن عبد الرحمن - ۶-
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ ۷- سلیمان بن یسار -

ابو سلمہ کے متعلق اختلاف ہے - اکثر علماء حجاز کے نزدیک ساتویں ابو سلمہ ہیں - عبد اللہ ابن مبارک کے نزدیک سالم بن عبد اللہ بن عمر ہیں -

ابو الزناد کے نزدیک ابو بکر بن عبد الرحمٰن ساتویں فقیہہ ہیں - یہ اختلاف تفصیلاً فتح المغیث ص۴ پر ملاحظہ فرمائیں -

چار ائمہ مجتہدین

نام امام	ولادت	وفات
۱- الامام الائمہ ابوحنیفہؒ	سنہ ۸۰ھ	سنہ ۱۵۰ھ
۲- امام مالکؒ	سنہ ۹۳ھ	سنہ ۱۷۹ھ
۳- امام شافعیؒ	سنہ ۱۵۰ھ	سنہ ۲۰۴ھ
۴- امام احمد بن حنبلؒ	سنہ ۱۶۴ھ	سنہ ۲۴۱ھ

حضرت ابو طفیلؓ آخری صحابی ہیں - جن کی وفات سنہ ۱۱۰ھ میں ہوئی ہے امام ابوحنیفہ کی ان سے ملاقات قرین قیاس کیا بلکہ یقینی امر ہے - اور حافظ ابن حجرؒ اور حافظ ذہبیؒ اور سیوطیؒ کی رائے کے مطابق رؤیت

بالاتفاق ثابت ہے۔ اختلاف صرف روایت میں ہے۔

(ائمہ ستہ کا سنِ ولادت و وفات)

نام	ولادت	وفات
۱- امام بخاریؒ	۱۹۴ھ	۲۵۶ھ
۲- امام مسلمؒ	۲۰۶ھ	۲۶۱ھ
۳- امام ابوداؤدؒ	۲۰۲ھ	۲۷۵ھ
۴- امام نسائیؒ	۲۱۴ھ	۳۰۳ھ
۵- امام ترمذیؒ	۲۰۹ھ	۲۷۹ھ
۶- امام ابن ماجہؒ	۲۰۹ھ	۲۷۳ھ

(صحاح ستہ کا تعین)

جمہور محدثینؒ کے نزدیک صحاح ستہ سے ذیل کی چھ کتابیں مراد ہوتی ہیں۔

صحیح بخاری - صحیح مسلم - جامع ترمذی - سنن ابی داؤد
سنن نسائی - سنن ابن ماجہ

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ مؤطا امالک کو بجائے ابن ماجہ کے چھٹی کتاب صحیح شمار کیا ہے - کیونکہ ابن ماجہ میں چونتیس ایسی حدیثیں ہیں - جن پر صحت کا اطلاق مشکل ترین امر ہے۔

محدثینؒ جس جگہ صحیحین و شیخین کے الفاظ استعمال کرتے ہیں علی الترتیب صحیح بخاری و صحیح مسلم اور ان کے مصنف مراد ہوتے

ہیں۔

اور جہاں "سادا ثالاثہ بعثۃ" کا جملہ استعمال کرتے ہیں۔ اس سے مراد جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ سنن ابن ماجہ ہوتی ہیں۔

(حدیث کی کتابوں کے طبقات)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں کتبِ حدیث کے چار طبقے مقرر فرمائے ہیں۔

پہلا طبقہ ۔ مؤطا امام مالکؒ ۔ صحیح بخاری ۔ صحیح مسلم

دوسرا طبقہ ۔ جامع ترمذی ۔ سنن ابی داؤد ۔ سنن نسائی مسند احمد۔

تیسرا طبقہ ۔ مسند امام شافعی۔ سنن ابن ماجہ ۔ مصنف عبدالرزاق مصنف ابن ابی شیبہ ۔ سنن دار قطنی۔ کتبِ امام طحاوی ۔ کتب بیہقی وغیرہ

چوتھا طبقہ :۔ مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ باقی حدیث کی تمام کتابیں۔

چھ کتابوں پر صحاح کا اطلاق

ان چھ حدیث کی کتابوں پر صحیح کا اطلاق از قبیل تغلیب ہے ورنہ صحیح بخاری جو اعلیٰ درجہ کی صحیح کتاب ہے۔

سنن ابن ماجہ تک کی بعض بعض احادیث کے راویوں میں محدثین نے کلام فرمایا ہے۔

امام بخاریؒ کے اسّی راوی ایسے ہیں۔ جن میں امام بخاریؒ امام مسلمؒ سے منفرد ہیں۔ اور وہ متکلم فیہ ہیں

امام مسلمؒ جن راویوں میں منفرد ہیں - وہ چھ سو بیس ۶۲۰ ہیں-
ان میں متکلم فیہ ایک سو ساٹھ ۱۶۰ ہیں -

اسی بناء پر حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ مؤطا امام مالک کو صحیحین پر ترجیح دیتے ہیں -

صحاح کے شارحین نے اپنی اپنی کوشش کے مطابق مدافعت کا مقدور بھر حق ادا فرمایا ہے - امام دارقطنیؒ نے جو اعتراضات امام بخاریؒ پر کئے ہیں اُن کے جوابات شارحین بخاری بالخصوص حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری کے مقدمہ میں دیئے ہیں - مگر چند احادیث پر جو اعتراضات تھے - اُن کا جواب باوجود بڑی کوشش کے تسلی بخش نہیں دے سکے - تو لازماً تسلیم کرنا پڑے گا - کہ اِن چھ کتابوں کی تمام احادیث پر صحاح کا حکم تغلیبی ہے -

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں -

مراد ما از صحت آنست کہ مصنف	صحت سے ہماری مراد یہ ہے
التزام کند ایراد احادیث صحیحہ یا حسنہ	کہ مصنف نے ضروری قرار دیا ہے -
وغیر آں - در آنجا وارد نہ کند - مگر	کہ بغیر احادیث صحیحہ یا حسنہ کے
مقرون بہ بیان حال آں از	نہیں لائے گا - اگر لائیگا تو اس کا
ضعف و غرابت و علت و شذوذ	ضعف یا غرابت یا شذوذ یا علت
زیرا آنکہ ایراد ضعیف و غریب و معلول	کے ساتھ ذکر کرے گا - کیونکہ حال کے بیان
بہ بیانِ حال آں قدح نمی کند	کرنے کے بعد کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا

عجالہ نافعہ

بخاری و مسلم کی احادیث کی تعداد

بخاری کی تمام احادیث کی تعداد سات ہزار تین سو ننانوے ۷۳۹۹ ہے -

Marfat.com

مسلمؒ کی تعداد جو مجموعی ہے آٹھ ہزار ۸۰۰۰ ہے

بخاریؒ و مسلمؒ کی متفق علیہ حدیثیں دو ہزار دو ۲۲۰۰ سو ہیں۔

بخاریؒ و مسلمؒ کی وہ متفق علیہ حدیثیں جن سے احکام اخذ ہوتے ہیں۔ وہ دو ہزار ۲۰۰۰ حدیثیں ہیں۔

بخاری کی متابعات کی تعداد باختلاف روایات تین سو چوالیس ۳۴۴ ہیں

بخاری کی جملہ تعلیقات ایک ہزار تین سو اکتالیس ۱۳۴۱ ہیں۔

بخاری کی غیر مکرر حدیثوں کی تعداد چار ہزار ۴۰۰۰ ہے۔

مسلم کی غیر مکرر حدیثوں کی تعداد چار ہزار ۴۰۰۰ ہے

مؤطا کی احادیث کی مجموعی تعداد بقول ابو بکر ابہریؒ ایک ہزار سات سو بیس ۱۷۲۰ حدیثیں ہیں۔

مؤطا کی مسند احادیث کی تعداد چھ سو ۶۰۰ ہے۔

مؤطا کی مرسلات کی تعداد دو سو بائیس ۲۲۲ ہے۔

مؤطا کی موقوفات کی تعداد چھ سو تیرہ ۶۱۳ ہے۔

مؤطا میں تابعین کے اقوال دو سو پچاس ۲۵۰ ہیں۔

سنن ابی داؤد میں چار ہزار آٹھ سو ہیں (علامہ ذھبی)

(حدیث کی کتابوں کی قسمیں)

کتب احادیث کے مقاصد و اغراض کے اعتبار سے چند قسمیں ہیں۔

جامع - جس میں ذیل کے علوم کا بیان ہو۔

تفسیر - عقائد - احکام - سیر - فتن - مناقب - آداب - علامت قیامت۔

سنن - جس میں احادیث کو فقہی ترتیب پر جمع کیا گیا ہو۔

مسند - جس میں احادیث کو الصحابہ کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہو۔

معجم - جس میں احادیث کو شیوخ و اساتذہ کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہو۔

جزو - جس میں ایک شخص کی احادیث کو جمع کیا گیا ہو۔

رسالہ - جس میں ایک مسئلہ کی احادیث کو جمع کیا گیا ہو۔

اربعین - جس میں ایک یا مختلف ابواب کی چالیس احادیث کو جمع کیا گیا ہو۔

مستدرک - جس میں کسی سابق مصنف کی شرائط پر پوری پوری اترتی ہوئی - غیر مذکور احادیث کو یکجا کیا گیا ہو۔

السابقون الاولون فی انواع التصانیف

"تصنیفات کے انواع کے نقش اول کے موحد"

حدیث کا اولین جامع

محمد بن مسلم بن شہاب زہری المتوفی ۱۲۵ھ

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

اول جامع الحدیث والاثر - ابن شہاب آمر لہ عمر

(مسند کا اولین جامع)

نعیم بن حماد الخزاعی المتوفی ۲۲۸ھ نے مسند تصنیف فرمائی ہے

قال الذہبی فی التذکرۃ انہ اول من جمع المسند - توفی ۲۲۸ھ

(صحیح کا اولین جامع)

صحیح حدیثوں کا مجموعہ سب سے پہلے امام بخاریؒ المتوفی ۲۵۶ھ نے جمع فرمایا

(سنن کا اوّلین جامع)

سب سے اول حدیثوں کے مجموعہ کو فقہی ترتیب پر سلیمان بن اشعث ابوداؤد سجستانی المتوفی ۲۷۵ھ نے جمع فرمایا۔

وما علینا الا البلاغ

(کیا تمام صحیح حدیثیں صحاح ستہ میں منحصر ہیں)

• تمام صحیح حدیثوں کو صحاح ستہ ہی میں منحصر یقین یا گمان کرنا غلط ہے۔ ان حضرات نے اپنی اپنی مساعی جمیلہ سے اپنی مقررہ شرائط کے مطابق صحیح روایات درج فرمائی ہیں۔

یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ ان مندرجہ حدیثوں کے علاوہ باقی سب جھوٹی یا غیر صحیح ہیں۔ ایک خاص تعداد ایسی حدیثوں کی ان کے علاوہ بھی ہے۔ جو صحیح ہے۔ صحیح حدیثوں کے صحاح ستہ میں انحصار کا ایک ایسا دعویٰ ہے۔ جو بلا دلیل ہے۔ اور ہمیشہ تشنۂ تکمیل رہے گا۔

۱۵ پانزدہ رباعیات

امام بخاریؒ نے طالب حدیث کے لئے تمام آداب اور مقاصد کو بلیغانہ ایجاز اور اختصار کے ساتھ پانزدہ رباعیات میں بیان فرمایا ہے۔ اور علامہ سیوطیؒ نے اسناد مسلسل کے ساتھ ان کو امام بخاریؒ تک پہنچایا ہے۔ بعد ازاں پانزدہ رباعیات کو حافظ سیوطیؒ کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔

لما بلغت مبلغ الرجال تاقت نفسی الی طلب الحدیث فقصدت محمد بن اسمٰعیل البخاری واعلمته مرادی فقال لی یا بنی لا تدخل فی امر الا بعد معرفة حدوده ووقوف علی مقادیره و اعلم ان الرجل لا یصیر محدثا کاملا فی حدیثه الا بعد ان یکتب اربعا مع اربع کاربع مثل اربع فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لاربع وکل هذه الرباعیات لا تتم الا باربع مع اربع فاذا تمت کلها هان علیه اربع وابتلی باربع فاذا صبر علی ذلک اکرمه الله فی الدنیا باربع واثابه فی الآخرة باربع قلت لہ فسرلی رحمک الله ما ذکرت من احوال هذا الرباعیات قال نعم اما الاربعة التی یحتاج الی کتبها هی اخبار الرسول صلی الله علیه وسلم وشرائعه والصحابة ومقادیرهم والتابعین واحوالهم وسائر العلماء وتواریخهم مع اسماء رجالها وکناهم وامکنتهم وازمنتهم کالتحمید مع الخطیب والدعاء مع الرسل والبسملة مع السورة والتکبیر مع الصلوٰت مثل المسندات والمرسلات والموقوفات والمقطوعات فی صغره وفی ادراکه وفی شبابه وفی کهولته عند شغله وعند فراغه وعند فقره وعند غنائه بالجبال والبحار والبلدان والبراری علی الاحجار والاصداف والجلود والاکتاف الی الوقت

الذی يمكننا نقلها الى الاوراق عمن هو فوقه وعمن هو
مثله وعمن هو دونه وعن كتاب ابيه يتيقن انه بخط ابيه
دون غيره لوجه الله تعالى طالبا لمرضاته والعمل بما وافق
كتاب الله منها ونشرها بين طالبيها والتاليف فی احياء ذكره
بعده ثم لا تتم له هذه الاشياء الا باربع هی من كسب العبد
معرفة الكتابة واللغة والنحو والصرف مع اربع هی من اعطاء
الله الصحة والقدرة والحرص والحفظ فاذا صحت له هذه الاشياء
هان عليه اربع الاهل والولد والمال والوطن وابتلی باربع شماتة
الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهلاء وحسد العلماء فاذا
صبر على هذه المحن اكرمه الله تعالى فی الدنيا باربع بعز القناعة
وبهيبة اليقين وبلذة العلم وبحياة الابد واثابه فی الاخرة
باربع بالشفاعة لمن اراد من اخوانه وبظل العرش حيث
لا ظل الا ظله وليسقی من اراد من حوض محمد صلى الله عليه
وسلم وبجوار النبيين فی اعلى عليين فی الجنة فقد اعلمتك
يا بنی مجملا جميع ما كنت سمعت من مشايخی متفرقا فی هذا
الباب فأقبل الآن على ما قصدتنی له - تدريب ص ٣١

خادم العلوم الدينيه محمد اسلم غفر له

پته ثانی :- مولانا محمد امين الحق صاحب خطيب مسجد پراچگان،
خوشاب - ضلع سرگودها (مغربی پاکستان)

Marfat.com

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - امّا بعد

ایک رسالہ جس میں علم حدیث اور اس کے متعلقہ فنون کے ابتدائی مسائل و مباحث کو قلم بند کیا گیا ہے۔ جناب محترم مولوی محمد اسلم صاحب مؤلف رسالہ مذکورہ نے مجھے دکھایا۔ میں نے اس کے اہم مباحث اور جستہ جستہ مقامات کو دیکھا۔ اور ممدوح کو مشورے بھی دیئے۔ جناب موصوف کا مطالعہ وسیع ہے۔ اور محنت قابل تعریف۔ رسالہ میں کافی معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔ جو مبتدی کے لئے بیحد مفید ہیں۔ اور منتہی بھی ان سے مستغنی نہیں۔ مؤلف کی استدعا پر میں نے مبادی الآثار فی اصول الاخبار اس کا نام تجویز کیا ہے۔ جسے ممدوح نے پسند فرمایا۔

مقام مسرت ہے کہ اس زمانے میں جبکہ ذی اثر لوگوں کا ایک طبقہ علم حدیث کی اہمیت عوام کے دلوں میں کم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ بلکہ حدیث نبویؐ کی دشمنی پر کھلم کھلا اتر آیا ہے۔ ایسے پُر آشوب زمانے میں جناب مؤلف نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ اور وقت کی ایک اہم شرعی ضرورت اُردو زبان میں پوری کر دی۔ جزاہ امین

خادم العلوم
مختار اللہ

المدعو:- شاہ میرک عفا اللہ عنہ
جامع اظہر۔ ایبک روڈ۔ لاہور
۱۲۔ شعبان ۱۳۸۳ھ لاہور

Marfat.com

107 (2)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

ترجمہ: جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو

مبادی الآثار

فی

اصول الاخبار

مرتبہ

محمد اسلم غفرلہ کورڈھی علاقہ سون سکیسر

ضلع سرگودھا

[ب]اہتمام مولوی غلام یٰسین عفی عنہ خطیب جامع مسجد نیم والی اندرون لوہاری گیٹ لاہور

[طب]ع اول

تعداد پانچ صد

Marfat.com